ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اپریل ۱۹۸۸ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

فارسی منظوم کلام

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبانِ حق　　　نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم

وہ درد جو مَیں طالبانِ حق کے لئے اپنے دِل میں رکھتا ہوں مَیں اُس درد کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا

دل و جانم چناں مستغرق اندر فکر اوشاں نیست　　　کہ نے از دِل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم

میری جان و دِل ان لوگوں کی فِکر میں اِس قدر مستغرق ہے کہ مجھے نہ اپنے دل کی خبر ہے نہ اپنی جان کا ہوش ہے

بدل شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم　　　ازیں در لذّتم کز درد مے خیزد ز دل آہم

مَیں تو محض اس پر خوش ہوں کہ مخلوق کا غم رکھتا ہوں اور اس درد کے باعث میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے اس میں مگن ہوں

مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمتِ خلق است　　　ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

میرا مقصود و مطلوب اور میری خواہش خدمتِ خلق ہے۔ یہی میرا کام ہے یہی میری ذمّہ داری ہے یہی میرا فریضہ اور طریقہ ہے

نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا　　　کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم

مَیں نے اپنی خواہش سے پند و نصیحت کے کوچہ میں قدم نہیں رکھا بلکہ مخلوق کی ہمدردی زبردستی مجھے کھینچے لئے جا رہی ہے

غمِ خلقِ خدا صرف از زباں خوردن چہ کارست ایں　　　گرش صد جان بیاریزم ہنوزش عذر میخواہم

صرف زبان سے خلقِ خدا کا غم کھانے کا کیا فائدہ۔ اگر اس بات کے لئے سَو جانیں بھی فدا کر دوں تب بھی معذرت کرتا رہوں

چو شامِ پُر غبار و تیرہ حالِ عالمے بینم　　　خدا بروے فرود آرد دعا ہائے سحر گاہم

جب دُنیا کی تاریکی اور اُس کے تباہ حال کو دیکھتا ہوں تو (چاہتا ہوں) خدا اس پر میری پچھلی رات کی دعاؤں (کی قبولیّت) کو نازل کرے

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صہ ۸۵)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ فروری ۱۹۸۸ء بمقام ہالینڈ

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ گذشتہ ایک ماہ سے زائد عرصہ سے مغربی افریقہ کے چھ ممالک کے دورہ کی توفیق ملی جس کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت فائدہ پہنچا اور بہت سے ایسے تجارب ہوئے جن کا حقیقی علم رپورٹوں سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بہت سے امور میں نئی راہنمائی اور بہت سے تجربات سے بعض خامیوں کا علم ہوا۔ افریقہ کے متعلق خاص خوبیوں کے متعلق بھی روشنی ملی جن کے متعلق دور بیٹھے اندازہ نہیں ہوسکتا۔

فرمایا: اس دورے کے نتیجہ میں جو کام پیدا ہوا ہے اس پر عملدرآمد کے لئے کئی ماہ درکار ہوں گے۔ مرکزی عہدیداروں کے لئے بھی کام زیادہ ہوگیا ہے جس کو مہینوں کی محنت کے بعد سمیٹا جا سکتا ہے۔

فرمایا: تجارب میں ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ جماعتوں تک میرے خطبات نہیں پہنچ رہے اور وہاں جو مجالس سوال وجواب ہوئیں ان سے یہ اندازہ ہوا کہ نہ صرف یہ کہ خطبات سے ساری جماعتوں کو آگاہ نہیں رکھا گیا بلکہ مجالس سوال وجواب کی وہ کیسٹس جن میں اہم سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں وہ بھی ان تک نہیں پہنچیں۔

فرمایا: گذشتہ چند سال سے بعض خطبات وقتی نوعیت کے تھے لیکن بہت سے خطبات اللہ تعالیٰ نے منصوبے کے تحت مجھے دینے کی توفیق بخشی جو آئندہ صدی کی تیاری سے تعلق رکھنے والے تھے اور جن کا مضمون وار سلسلہ چلتا رہا جن کے ذریعہ آئندہ صدی سے قبل جماعت اُمتِ واحدہ بن سکتی ہے لیکن اِس مقصد کے تحت دیئے گئے خطبات بھی اکثر جماعتوں تک نہیں پہنچے۔ یہ خلاء یورپ میں بھی موجود ہے۔

فرمایا: افریقہ کی جماعتوں کے سامنے جو باتیں ہوئیں اُن سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ لوگ اثر قبول کرنے والے ہیں اور جو بات سمجھ آجائے اس کو بشاشت سے قبول کرلیتے ہیں۔ روشن دماغ ہیں۔

فرمایا: دورے سے قبل یہ خیال تھا کہ یہ افریقہ تاریک برِّاعظم ہے لیکن وہاں جاکر معلوم ہوا کہ یہاں جہالت کی بجائے روشنی ہے۔ اُن کے دماغ ہر لحاظ سے روشن ہیں اور دلیل سُننے کے بعد تعصّبات دھوئیں کی طرح

اُڑ جاتے ہیں۔ فرمایا: وہاں دینِ حق کا نور پھیلانے کے مواقع موجود ہیں اور اگر گذشتہ دو تین سال کے خطبات ان تک باقاعدگی سے پہنچائے جاتے تو اُن کی حالت اِس وقت تک مختلف ہوتی۔

خطبات اور کیسٹس کے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے حضورِ انور نے بتایا کہ یہ درست ہے کہ جماعت میں بعض علماء مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں لیکن خدا کا قدرتِ ثانیہ سے ایک تعلق ہے۔ وہ امام کو علوم کی رُوح سے آگاہ کرتا ہے اور جماعت کی زمانے کے لحاظ سے ضروریات سے متنبّہ کرتا ہے۔ امام کی نظر ساری عالمی ضروریات پر ہوتی ہے۔ جیسی روشنی خدا تعالیٰ امام کو عطا کرتا ہے یہ مقام دوسروں کو حاصل نہیں ہو سکتا خواہ وہ علمی لحاظ سے بہتر ہوں۔ اِس پہلو سے بہت زور دیا گیا تھا کہ خطبات کو تمام احمدیوں تک پہنچایا جائے۔

فرمایا: ایک اور اہم بات یہ ہے کہ امام کے ساتھ جماعت کو جو ذاتی تعلق ہوتا ہے اور امامِ وقت کو جو گہری محبّت اپنی جماعت سے ہوتی ہے اس کا کوئی دوسرا عالم دعویٰ نہیں کر سکتا اور خونی رشتوں میں بھی اِس کی مثال نہیں مِل سکتی اِس لئے علماء بے شک ظاہری علم میں مجھ سے بہتر ہوں یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ اُن کی باتوں میں میری باتوں کے مقابل پر زیادہ اثر ہے۔ فرمایا: چنانچہ افریقہ میں روزمرّہ کے سوالات علماء کے سمجھانے کے باوجود انکو سمجھ نہیں آئی اور ان میں تشنگی رہی لیکن میرے سمجھانے پر ان کی کایا پلٹ گئی اور بے اختیار اُن کے مُنہ سے نعرۂ تکبیر بلند ہونے لگے کہ اب ہمیں بات سمجھ آئی ہے۔ فرمایا: ان ممالک میں جب ایسے سوال کرنے والے تشنہ رہے وہ رفتہ رفتہ اِس رنگ میں دیکھے جانے لگے کہ وہ معترض ہیں لیکن جب مَیں نے ان کو مسائل سمجھائے تو معلوم ہؤا ہے کہ وہ معترض نہیں تھے بلکہ انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

فرمایا: وہ سادہ دل لوگ ہیں، صاف گو ہیں۔ مربّیان دلوں کو مطمئن کرنے والے جواب نہیں دیتے تھے نتیجۃً وہ سوال کرتے رہتے تھے اور اُن کی تصویر مرکز میں یہ پیش کی جاتی تھی کہ وہ بہت معترض ہیں۔ اُن کے دل میں پورا اطمینان نہیں ہے۔ قدرتِ ثانیہ سے وابستگی نہیں ہے۔ اِس قسم کے مسائل میں ان کی سوچ ٹیڑھی ہے۔

فرمایا: یہ بالکل جھوٹ اور بے بنیاد بات ہے۔ چند دنوں کی صحبت سے معلوم ہؤا کہ وہ انتہائی فدائی اور عاشقِ سِلسلہ ہیں۔ اُن سے ایسا سلوک کیا گیا کہ منافق بنا کر الگ کر دیا گیا۔ اگر وہ کسی اور قوم کے لوگ ہوتے تو شاید وہ مرتد ہو جاتے لیکن انہوں نے مسلسل سر جُھکا کر امیروں کی اطاعت کی اور مربیان کی باتوں پر سرِ تسلیم خم کیا اور کہیں بھی کوئی باغیانہ رویّہ اختیار نہیں کیا۔ فرمایا اِس مثال سے یہ شہادت ملتی ہے کہ خدا تعالیٰ امامِ وقت کو کس طرح بات سمجھانے کی توفیق دیتا ہے۔ محض علم سے یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ علماء کو تصوّر بھی نہیں کہ وہ امامِ وقت کو REPLACE نہیں کر سکتے۔ جماعت کی زندگی کی رُوح قدرتِ ثانیہ ہے اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا سایہ قدرتِ ثانیہ پر ہے اِس لئے عِلم کافی نہیں جو اس کی جگہ لے لے۔

فرمایا: بعض مربیان اپنے علم کے زُعم پر یہ کمزوری دکھا رہے تھے اور میرے خطبات لوگوں کو نہیں سُنا رہے تھے۔ اُن کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خدا نے جماعت کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی ہے اِس لئے جس رنگ میں مَیں چاہتا ہوں اسی رنگ میں جماعت کی تربیت ہوگی علماء کا یہ کام نہیں کہ وہ ساری ذمہ داری اپنے اُوپر لے لیں۔ جتنی ذمہ داری اُن پر ڈالی گئی ہے وہ اُس کو ادا کریں۔ جب مَیں چاہتا ہوں کہ براہِ راست جماعت کی تربیت کروں اور درمیان میں کوئی دوسرا نہ پڑے اور خدا تعالیٰ نے اِس زمانہ میں یہ انتظام بھی کر دیا ہے تو کسی کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ بیچ میں روک بنے۔

فرمایا: ایسے علماء جن کو بڑے حوالے یاد ہیں وہ دوسروں کا مُنہ تو بند کر سکتے ہیں لیکن دل نہیں جیت سکتے۔ دلیل کے ساتھ دل جیتنے کا انداز چاہیئے اور خالی علم کبھی دُنیا میں انقلاب برپا نہیں کرتا۔

فرمایا: بعض مربّیان اپنی سُستی کی وجہ سے کیسٹس نہیں سُنوا رہے اُن کو پتہ نہیں کہ وہ جماعت کو محروم رکھ رہے ہیں۔ فرمایا: سارے عالَم کی جماعتوں کو ضرورت ہے کہ اگلے سال کے شروع ہونے سے پہلے گذشتہ خطبات ہر ایک تک پہنچ جانے چاہئیں۔ علاوہ ازیں حضورِ انور نے فرمایا کہ معاشرے کی اِصلاح خاص طور پر عورتوں کی اصلاح اور ان میں حیرت انگیز پاکیزہ تبدیلی پیدا کرنے میں احمدی مربّیان نے افریقہ میں بہت کام کیا ہے اور ابھی اَور محنت کی بھی ضرورت ہے۔ ہمارے بچّے بچّیاں جو غیر معاشرہ میں پل رہے ہیں اُن میں عصمت کی حفاظت اور عظمت کی حفاظت کرنے کے لئے مربّیان کو بہت کوشش کرنی چاہیئے۔ بچپن سے انہیں بتائیں کہ یہ سب گند ہیں اور ان کو ان کی تنظیموں کے سپرد کر دیں۔ جو والدین اپنے بچّوں کو جماعتی تنظیموں کے سپرد نہیں کرتے وہ بڑے ہو کر اصلاح کا زمانہ ضائع کر جاتے ہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے افریقہ کے لئے خاص طور پر دعاؤں کی تحریک فرمائی اور بتایا کہ دُنیا کے مستقبل اور دینِ حق کی ہار جیت کا فیصلہ افریقہ میں ہوگا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ مارچ ۱۹۸۸ء بمقام لندن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچ ہفتے مغربی افریقہ کے چھ ممالک کے دَورہ کی توفیق ملی۔ اِس دَوران ان ممالک کی جماعت ہائے احمدیہ سے رابطہ ہوُا اور مسلمانوں، غیر مسلموں، حکومتوں کے نمائندوں اور دانشوروں سے ملاقاتوں کا بھی موقع ملا۔ ہر ملک کا دَورہ اتنا مصروف تھا کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا اور جلسہ سالانہ کی کیفیات یاد آتی تھیں۔

اِس دَورے میں دوستوں نے بہت پیار و محبت کا سلوک کیا اور حکومتوں نے تعاون کا اظہار کیا۔ غرض یہ

دَورہ ہر جہت سے نہایت کامیاب رہا۔ اِس دَورے کے نتیجہ میں نئے نئے منصوبے ذہن میں اُبھرے ہیں اور چند ہفتوں کے دَوران آئندہ کئی سال کا کام ہمارے سامنے آ گیا ہے۔

حضور نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر تھی کہ اس نے نئی صدی کے آغاز سے پہلے پہلے دَورے کی توفیق عطا فرمائی جس کی افریقہ کو شدید ضرورت تھی۔ اِس دَورے کے نتیجہ میں بہت زیادہ کام ظاہر ہؤا ہے اِس لئے اگر میری طرف سے خط وکتابت میں دیر ہو جائے یا میری طرف سے پرائیویٹ سیکرٹری میری ہدایت پر جواب تاخیر سے دیں تو بدظنی نہ کریں۔

افریقہ کے متعلق ایسے ایسے منصوبے ذہن میں اُبھرے ہیں جن کا اِس وقت ساری جماعت کے سامنے کھولنا حکمتِ عملی کے خلاف ہے لیکن ان کا کام سب نے مِل کر کرنا ہے اور ہر ایک کو وقت آنے پر منصوبوں سے آگاہ کیا جائے گا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ امامِ جماعت اکیلا کام کرے بلکہ ساری جماعت کا نام ہی اصل میں خلافت ہے۔

حضور نے ڈاکٹروں اور اساتذہ کو خاص طور پر افریقہ میں خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ افریقہ کو ڈاکٹروں اور اساتذہ کی بہت ضرورت ہے اِس لئے ایسے ڈاکٹرز اور اساتذہ اپنے آپ کو پیش کریں جو اپنے فائدہ کے لئے ان ممالک میں نہ جائیں بلکہ خالصتاً وقف کی رُوح کے ساتھ خدمت کے جذبہ کے تحت یہ عزم لے کر جائیں کہ خدمت کی راہوں سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹیں گے خواہ ان کے حالات کیسے بھی ہوں۔

حضور نے فرمایا افریقہ میں جو عظیم الشان تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں ان کا دَورہ کے دَوران علم ہؤا ہے۔ یہ تبدیلیاں آسانی سے نہیں ہوئیں بلکہ ابتدائی واقفین کی قربانیوں کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ آئندہ بھی جو انقلاب برپا ہو گا وہ بھی عظیم الشان روحانی قربانیاں کرنے والے فقیر منش بندوں کے ذریعہ ہی رونما ہو گا۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نیا برکتوں کا دَور شروع فرمائے گا۔ اِس ضمن میں حضور نے ابتدائی واقفین میں سے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر، حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب اور حضرت مولوی نذیر احمد علی صاحب کی قربانیوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ ان لوگوں کی قربانیاں آپ کو بُلا رہی ہیں ان کی یادیں آج تک زندہ ہیں وہ کبھی بھی مدفون نہیں ہوں گی ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ بعض علاقوں میں خاک کے ذرّے ذرّے میں وہ یادیں پھر رہی ہیں۔ وہ ہوائیں ان ذرّوں کو جہاں بھی اُڑا لے جاتی ہیں وہاں وہ زندگی بخش بن جاتے ہیں۔

پس یہ یادیں آپ کو پھر بُلا رہی ہیں۔ آج افریقہ کی سرزمین ان احمدی خدمت کرنے والوں کو پکار رہی ہے جو اپنے فائدے کے لئے نہیں بلکہ بنی نوع انسان کے فائدے کی خاطر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی تعلیم سے متاثر ہو کر خدا کی خاطر وہاں جانے کے لئے تیار ہوں اور یہ عہد کریں کہ جو بھی تکلیف ہو گی اس کے باوجود ان لوگوں کی خدمت کریں گے۔

حضور نے غالبؔ کے ایک شعر کا ذکر کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ مَیں تو مَرگیا لیکن اپنی زندگی میں اس عشق کی شراب کا مقابلہ مَیں کیا کرتا تھا جو بڑے بڑے مَردوں کی کمر توڑ دیا کرتا ہے۔ چنانچہ میرے مَرنے کے بعد ساقی بار بار اعلان کر رہا ہے کہ کون ہے آج جو آئے اور اس شرابِ عشق کے مقابلے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرے جو بڑے بڑے مردانِ میدان کی ہمتیں توڑ دیا کرتی ہے۔ یہی مضمون ہے جو مَیں جماعت تک پہنچاتا ہوں۔ وہ صدا تو ایک فرضی تھی جو غالبؔ کے ذہن میں آئی لیکن حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں ایسے عُشّاق دَورِ اوّل میں بھی پیدا ہوئے اور دَورِ ثانی میں بھی پیدا ہوئے۔ ان کو کوئی شرابِ عشق مات نہیں دے سکتی تھی۔ وہ شراب اگر زہر کے پیالوں میں بھی بٹتی تب بھی وہ اُسے مُنہ لگانے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے تھے اور بڑی ہمت کے ساتھ انہوں نے مقابلے کئے۔

چنانچہ احمدیت میں مَیں سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی ساقی کے مُنہ پر مکرّر صدا آئے اور اس کا جواب لبّیک کی صورت میں پیدا نہ ہو۔ مَیں جانتا ہوں کہ جب بھی یہ آواز بلند ہوگی کثرت کے ساتھ جماعت کی طرف سے لبّیک کی آوازیں آئیں گی۔ مَیں جانتا ہوں کہ مجھے مکرّر یہ صدا دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی اور اسی ایک آواز پر لبّیک کہتے ہوئے ساری دُنیا میں جو لوگ بھی افریقہ میں احمدیت اور دینِ حق کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کی توفیق رکھتے ہیں وہ انشاء اللہ ضرور آگے آئیں گے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ وہ آخری دَور ہے جو کام کو اپنے آخری مقام تک پہنچا دے گا تیسری منزل کوئی نہیں۔ یہ دوسری منزل آپ کے سامنے کھڑی ہے جو آخری فتح کی منزل ہے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ دیکھیں گے کہ کل اسی طرح ہوگا۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ اِس دَور کے بعد سارا افریقہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی میں آجائے گا۔ آپ کے قدموں میں نچھاور ہوگا اور افریقہ سے مربیانِ دینِ حق پیدا ہوں گے۔

حضور نے فرمایا افریقن لوگوں میں اخلاص اور انکسار ہے اور بڑی قربانی دینے والے لوگ ہیں۔ انہوں نے ایسی ایسی قربانیاں دی ہیں کہ جن کا تصوّر بھی نہیں ہوسکتا۔ اِس لئے مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ خدا کی تقدیر یہ ہے کہ وہ آواز جو قادیان سے بلند ہوئی تھی اس پر لبّیک کہتے ہوئے جو قربانیاں اس خطّے میں بسنے والوں نے دیں ان کی قبولیّت کے پھل کے طور پر جماعت کو افریقہ عطا ہوگا اور افریقہ خود وہ پھل بن جائے گا جس سے کثرت کے ساتھ وہ بیج پیدا ہوں گے جو ساری دُنیا میں وہ ثمردار درخت لگا دیں گے جسے ہم باغِ احمد کہہ سکتے ہیں۔ جس کی شاخیں کُل عالَم پر محیط ہوں گی اِس لئے ان کی نگہداشت اور آبیاری کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ر مارچ ۱۹۸۸ء بمقام لندن

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعتِ احمدیہ کے صد سالہ جشنِ تشکر کو اب تقریباً ایک سال باقی ہے کیونکہ جماعتِ احمدیہ کا جو باقاعدہ بیعت کرنے کے ذریعہ اعلان فرمایا گیا اس لحاظ سے ۲۳ر مارچ ۱۹۸۹ء کو جماعت کے سَو سال پورے ہوں گے۔ تو نئی صدی کا آغاز ۲۳ر مارچ ۱۹۸۹ء کو ہوگا۔ اِس سے پہلے بہت سے کام کرنے والے ہیں جن کے متعلق فکر بڑھتا جا رہا ہے۔ اگرچہ جماعتیں ہر لحاظ سے کوشش کر رہی ہیں لیکن جہاں تک جماعت کے اندر تفصیلی طور پر پروگرام کی اطلاع دینے کا تعلق ہے اِس سلسلے میں ابھی کمزوری ہے۔

فرمایا: بہت سے منصوبے بنانے والے کمیشن بٹھائے گئے۔ سالہا سال سے انہوں نے غور کیا اور منصوبے تیار کئے۔ ان پر باہم بیٹھ کر مزید غور کیا اور یہ غور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے وقت سے شروع ہے اور بہت لمبی محنت آپ نے اس میں فرمائی اور بڑی تفصیل سے ان منصوبوں کا جائزہ لیا جو آئندہ صدی کیلئے بطور تشکر سوچے جا رہے تھے اور اس کے بعد ان کو پالش کرنے کے لئے مختلف ملکوں میں کمیٹیاں بٹھائی گئیں کہ وہ اپنے اپنے حصّہ پر غور کریں اور یہ جائزہ لیں کہ ملکی لحاظ سے کس حد تک مزید پہلو منصوبے میں شامل ہونے چاہئیں اور ملکی لحاظ سے کام کی ذمّہ داریاں کیسے بانٹنی چاہئیں۔ بیرونِ پاکستان ایک الگ کمیشن قائم کیا گیا جو بیرونِ پاکستان کے کام کو مجتمع کرے۔ یہ سارے منصوبوں کے مختلف پہلو بہت حد تک آخری شکل اختیار کر چکے ہیں اور کمیٹیاں ہر لحاظ سے مسلسل محنت کر رہی ہیں۔

فرمایا: ابھی تک جماعتوں کو ان منصوبوں سے آگاہ نہیں کیا گیا اور جس حد تک کام کی ذمّہ داریاں بانٹنے کا تعلق ہے اِس لحاظ سے جتنے احبابِ جماعت کو ان منصوبوں کے عملی کاموں میں شامل کرنا چاہیئے تھا اتنے ابھی شامل نہیں کئے گئے۔ فرمایا: مزید غور کا تو وقت نہیں اِس لئے اللہ پر توکّل کرتے ہوئے فوراً عمل درآمد کی بہت ضرورت ہے۔

فرمایا: اِس ضمن میں افریقہ میں بھی عملی پہلو سے بہت کمزوری باقی ہے۔ سب سے زیادہ نمایاں طور پر جس طرف توجہ مرکوز ہونی چاہیئے وہ ہر ملک میں نمائش کی جگہ کا تقرر یا بڑے ملک ہوں تو ایک سے زیادہ جگہوں کی تقرری ہے اور پھر اگر ضرورت ہو تو وہاں مختلف علاقوں کو VANS کے ذریعہ جماعتی معلومات مہیّا کرنے کا انتظام ہو اور پریس، ریڈیو، ٹی۔وی سے رابطہ۔ ہر ملک کی بڑی شخصیتوں سے رابطہ اور یہ کہ آخری شکل میں کس طرح حصّہ لیں گے اِس بارہ میں ان کو معیّن اطلاع دینا اور ان سے پروگرام میں شمولیت کی درخواست

کرنا، یہ سارے کام عمل کے لحاظ سے تشنۂ تکمیل ہیں۔

فرمایا: تعمیر کے لئے بہت وقت درکار ہے اور ان منصوبوں میں ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ جس جس ملک کو یہ توفیق ہو وہاں جماعتی سو سالہ نمائش کے لئے ہال کی تعمیر کی جائے اور پھر اسے ہمیشہ نمائش گاہ کے طور پر استعمال کیا جائے۔ اِس پہلو سے خصوصیت سے فکر ہے کہ بڑے ممالک جہاں آج سے بہت پہلے یہ کام شروع ہو جانا چاہیئے تھے ان میں ابھی اس کا آغاز نہیں ہوا۔ اور جہاں تک جماعت کی استعداد کا تعلق ہے اگر اب بھی آئندہ ایک دو ماہ کے اندر ان خاص نمائش گاہوں کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے تو جس طرح جماعت وقارِ عمل کے ذریعہ حصہ لیتی ہے ہرگز بعید نہیں کہ اِسی سال کے آخر تک یہ نمائش گاہیں تیار ہو جائیں۔ فرمایا: اِن نمائش کے بڑے ایوانوں میں یہ چیز ملحوظ رکھنی چاہیئے کہ یہ مستقل چیز ہوگی اور یہ بات نہیں کہ عارضی طور پر کتابیں سجا کر سمیٹ لی جائیں بلکہ ایسی جماعتیں جہاں صد سالہ جوبلی کی نمائش ہونی چاہیئے وہاں وہ مستقلاً ہمیشہ اِس کام کے لئے استعمال ہوگی۔ وہاں پر باہر سے آنے والا جب بھی آئے اس کے سامنے جماعت کی سو سالہ کارروائی یکجائی صورت میں پیش ہو جائے۔

حضورِ انور نے بتایا کہ کتب، چارٹس اور کیلنڈرز وغیرہ سب تیار کئے جا چکے ہیں اور کتب میں سب سے زیادہ اہم قرآن کریم ہے جس کی اشاعت کے سلسلہ میں کارروائی ہو رہی ہے۔ بہت سے ترجمے طبع ہو رہے ہیں ان سب کو جب اکٹھا بھجوانا شروع کیا جائے گا تو اِن جماعتوں پر جو پہلے تیار نہ ہوں بہت زیادہ بوجھ پڑے گا۔ قرآن کریم کے پچاس سے زائد زبانوں میں تراجم ہیں اور ہر ملک میں اُن کی ضرورت کے مطابق یہ نسخے بھجوائے جائیں گے۔ پھر ایک صد چودہ زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات کی طباعت کا کام بڑی تیزی سے جاری ہے جو آئندہ چند ماہ کے اندر مکمل ہو جائے گا۔ اِن سب کو بھی ہر نمائش میں مہیا کیا جائے گا۔ اِس طرح دو ہزار نسخے ملکوں میں بھیجے جائیں گے یہ نمائش کی خاطر ہیں مفت تقسیم کا کام اس کے علاوہ ہے۔ علاوہ ازیں احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب ہے جو اسی طرح مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے تحفۃً لوگوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ پھر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابوں کے اقتباس ہیں جو کلیۃً قرآن کریم اور حدیث پر ہی مبنی ہیں۔

فرمایا: دُنیا اِس بات کی حقدار ہے کہ جہاں تک ممکن ہے دُنیا کی ہر آبادی تک اُس کی زبان میں یہ چیزیں پہنچ جائیں۔ جہاں تک ہم نے اندازہ کیا ہے شاذ ہی ایسی زبان ہوگی جس میں ہم یہ چیزیں پیش نہ کر سکیں۔ اِس کام کے سمیٹنے کی بہت ذمہ داری ہے اور ابھی سے اُن لوگوں کے پتہ جات مرتب ہونے چاہئیں جن تک یہ چیزیں تقسیم ہوں گی۔

فرمایا: یہ سارے کام توجہ اور ایسی محنت کو چاہتے ہیں جس کیلئے کئی مہینے لگیں گے اِس لئے خاموشی فکر انگیز ہے۔ جو بیداری اِس وقت شروع ہونی چاہیئے تھی وہ شروع نہیں ہوئی اور جن ممالک میں جماعتیں اپنی ادبی قوت کے لحاظ سے قوی ہیں وہاں تو خصوصیت کے ساتھ بہت زیادہ کام ہونا باقی ہے۔ ساری دُنیا کی مجالس عاملہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اِن سب امور کی طرف فوری توجہ شروع کریں۔ کثرت سے نوجوان ہیں جو اخلاص اور خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں اور اسی طرح بوڑھے، عورتیں اور بچے بھی ہیں ان میں سے جس حد تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ عملہ کاموں میں شامل کرنا ہوگا۔ اور فرمایا کہ اِن کاموں میں شمولیت اُن کے لئے بڑی برکت کا موجب ہوگی۔ اگر کام کو ترتیب دیکر تقسیم کیا جائے تو بڑے سے بڑا کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اس سے مالی ذمہ داریاں بھی بہت ہلکی ہو جاتی ہیں اور وقت کے اُوپر کام سمٹ جاتا ہے لیکن اگر آپ سوچیں کہ اچانک سب کچھ کرلیں گے تو وہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ جماعت کی بہت بڑی محنت ضائع ہو جائے گی اگر اِس کام کو جہاں پہنچانا ہے وہاں نہ پہنچایا گیا۔

فرمایا: خصوصیت سے اِن دو پہلوؤں کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ ایک ایسے مراکز کا فیصلہ کہ یہ کتب، وڈیو، تصاویر اور سلائیڈز کس طرح دکھائی جائیں گی۔ پھر تقسیم کا کیا انتظام ہوگا۔

فرمایا: آج کی اہم ضرورت کاموں کو تقسیم اور مرتب کرنا ہے جس کی طرف جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرے حضورِ انور نے مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ منصوبوں پر بڑی تیزی سے خرچ شروع ہو چکا ہے اِس لئے مالی قربانیوں کی بہت ضرورت ہے۔

صد سالہ جوبلی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ صد سالہ جوبلی کی ادائیگی میں بہت سی جماعتیں پیچھے تھیں لیکن گذشتہ دو تین سال میں جماعت نے جس مالی قربانی میں حصہ لیا ہے وہ ناقابلِ یقین دکھائی دیتی ہے۔ اس ضمن میں حضورِ انور نے کراچی اور کینیڈا کا خاص طور پر ذکر فرمایا اور کینیڈا میں انہوں نے جو طریق کار اختیار کیا ہُوا ہے اس ضمن میں فرمایا کہ وہ امامِ وقت کی آوازیں تحریک کرتے ہیں یعنی جس تحریک کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے اس کے لئے امامِ وقت کی کیسٹس بھی ساتھ بھجوا دیتے ہیں لیکن دوسری بہت سی جماعتوں میں اِس بات کو نظر انداز کر دیا جاتا رہا ہے اور بعض ممالک میں بہت بڑی تعداد ہے جنہوں نے امامِ وقت کی آوازیں ان تحریکات کو سُنا ہی نہیں اِس لئے آئندہ ساری جماعتوں کو امامِ وقت کی آوازیں ساری تحریکات کو سنانے کا انتظام ہونا چاہیئے اور ہر احمدی کے کانوں تک آواز پہنچ جانی چاہیئے کہ ہر احمدی کو تمام مالی تحریکات میں جس قدر بھی استعداد ہو حصہ لینا چاہیئے اور قربانی کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہونا چاہیئے۔

خطبہ ثانیہ میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عزیزہ "سعدیہ" جو حضورِ انور کی اہلیہ محترمہ کی

بھانجی تھیں اور حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی نواسی تھیں۔ جو امریکہ میں وفات پا گئی ہیں اُن کی نمازِ جنازہ غائب کا اعلان فرمایا اور نمازِ جمعہ کے بعد ان کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ ر مارچ ۱۹۸۸ء بمقام لندن

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النحل کی درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:-

اِنَّمَا يَفۡتَرِى الۡـكَذِبَ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ‌ۚ وَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡـكٰذِبُوۡنَ

اور اس کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد پاکستان میں احمدیوں کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ احمدیت کے خلاف وہاں ہر قسم کے کِذب اور افتراء سے کام لیا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوا۔ اِن واقعات سے جماعت کو اور باقی دُنیا کو آگاہ رکھا جاتا ہے لیکن اس سے ہمارا مقصد دُنیا کے سامنے رحم کی اپیل کرنا نہیں کیونکہ ہمارا معاملہ دُنیا کے ساتھ نہیں بلکہ ہمارا معاملہ صرف خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اور ہم خدا کے اَمر کی اطاعت میں دُنیا کی کوشش بھی کرتے ہیں لیکن غیر اللہ پر نہ کوئی امید ہے اور نہ ہی یہ مومن کی شان کے مطابق ہے اور نہ کبھی غیر اللہ نے اللہ کے ان بندوں کی حقیقتاً مدد کی ہے جو خدا کی خاطر دُکھ اُٹھا رہے ہوں۔ خدا تعالیٰ خود اپنی تقدیر کے ذریعے مدد کے سامان فرمایا کرتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ وہ تقدیر مختلف صورتوں میں نازل بھی ہو رہی ہے لیکن جماعتِ احمدیہ جن حالات سے گزر رہی ہے اُن کے پیشِ نظر عموماً احمدی خدا کی عقوبت کی تقدیر کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ اُن کے دُکھتے ہوئے سینوں کو تسکین ملے۔ حضور نے اِس بارہ میں جماعت کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا عقوبت کی تقدیر کی راہ دیکھنا فی ذاتہٖ اعلیٰ درجے کے اخلاق کا نمونہ نہیں خدا سے خیر کی دعا مانگنی چاہیئے۔ جُھوٹے اور سچّے میں تمیز کرنے کے لئے دعا کرنی چاہیئے لیکن یہ دعا مانگنا اور اِس انتظار میں رہنا کہ خدا تعالیٰ کا عذاب کسی قوم کو ملیامیٹ کر دے یہ رجحان مومن کی اعلیٰ درجہ کی شان کے خلاف ہے۔ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ ہم انتقام کے جذبہ سے مغلوب نہ ہوں بلکہ جہاں تک ممکن ہے خدا سے عفو اور مغفرت کی دعا مانگتے رہیں ہاں یہ دعا ضرور مانگیں کہ خدا تعالیٰ یوم الفرقان جلد لے آئے۔ دراصل مومن کا دل یوم الفرقان ہی سے ٹھنڈا ہو سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا جہاں تک تکذیب اور مظالم کا تعلق ہے یہ مسلسل جاری ہیں۔ اِس ضمن میں حضور نے گزشتہ دو ماہ میں جو واقعات ہوئے ہیں ان میں سے دو کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا جن میں سے ایک واقعہ ۱۸ر جنوری ۱۹۸۸ء کو دن گیارہ بجے پڈعیدن ضلع نواب شاہ میں پیش آیا جس میں ڈاکٹر نصیر احمد صاحب

پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور دوسرا واقعہ ۱۸ فروری ۱۹۸۸ء کو قاضی احمد ضلع نواب شاہ میں پیش آیا جس میں مکرم عبدالعزیز صاحب جو کہ ایک میڈیکل سٹور کے مالک تھے ان پر چار آدمیوں نے خنجروں سے حملہ کیا۔

جماعت کو حضور نے دعا کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ پاکستان میں کسی جگہ بھی احمدی کی جان اور عزت کی حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں ہے اور حضرت بانیٔ سلسلہ کے خلاف ہر جگہ گند اُچھالا جا رہا ہے اور بازاروں میں دیواریں اِس گند سے کالی کر دی گئی ہیں جس کے ذریعہ سے احمدیوں کی ایذاء رسانی کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ ملک کے کونے کونے میں جاری ہے لیکن یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ عوام الناس اس آواز پر لبیک نہیں کہہ رہے اور وہ اپنے معاملات میں مگن ہیں ان کو اِس بات میں دلچسپی نہیں رہی کہ احمدی کیا ہیں یا کیا کر رہے ہیں؟ اِس کی وجہ یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ قوم جرائم کا شکار ہوئی ہے اور اس کی مذہب میں بالکل دلچسپی نہیں رہی۔ جتنا زیادہ مذہب کا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے اُتنا ہی زیادہ عوام الناس مذہب سے پیچھے ہٹتے گئے ہیں اور قوم کے کردار کے کسی حصہ میں بھی مذہب اب باقی دکھائی نہیں دیتا اِس لئے ان کی طرف سے احمدیوں کی دشمنی اور ان پر حملہ کرنے کا فقدان اِس لئے نہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ احمدی معصوم ہیں بلکہ وہ شاید اِس جھوٹے اور غلط پراپیگنڈا کی وجہ سے آپ کو گندا وجود سمجھتے ہیں جو وہاں پر کیا جا رہا ہے۔ اِس کثرت سے جھوٹا پراپیگنڈا کیا گیا ہے کہ اب وہ احمدیوں کو ہی جھوٹا سمجھتے ہیں۔ غرض ساری قوم کو اس دَور نے جھوٹا بنا دیا ہے اور ساری قوم کو مجرم بنا دیا ہے۔ لوگوں کی نیکی کا معیار گر گیا ہے اور ڈرگز (منشیات) اور شراب کی وبائیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہتھیار کثرت سے ملک میں آ گئے ہیں اور ساری قوم روپے کے دھندے میں مشغول ہو چکی ہے۔ بداخلاقیاں کثرت سے ہیں۔ قمار بازی، جوا کثرت سے ہے۔ سو یہ جس قوم کا حال ہو وہ مذہبی تحریک سے کیسے اُکسائی جا سکتی ہے۔ ان کی دُنیا بدل چکی ہے اور دلچسپیاں مختلف ہو چکی ہیں۔

فرمایا: ہمارے لئے یہ خوشی کی بجائے دُکھ کی بات ہے کیونکہ جماعتِ احمدیہ نے تو سچائی پیدا کرنی ہے۔ اخلاق کو سدھارنا ہے۔ اگر جماعتِ احمدیہ سچائی اور اخلاق کی علمبردار نہیں تو پھر مذہب کی کوئی حقیقت نہیں اور قوم جس قدر جھوٹ کا شکار ہوتی چلی جا رہی ہے اسی قدر جماعتِ احمدیہ کی مشکلات بھی بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ اِس لئے ایک طرف بظاہر اطمینان کی صورت ہے کہ عوام الناس جماعت کو ظلم کا نشانہ بنانے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن جس جماعت کا مُدعا یہ ہو کہ اس نے دین کو قائم کرنا ہے۔ کھوئے ہوئے اخلاق کو پیدا کرنا ہے۔ مِٹی ہوئی نیکیوں کو اجاگر کرنا ہے اس کے لئے کتنی مشکلات ہوں گی۔ پس وہ احمدی جو لکھتے ہیں کہ بڑے دردناک حالات ہیں اور حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کی تکذیب کی جا رہی ہے اور ہمارا دل دُکھ رہا ہے انکو قرآن کریم پہلے ہی جواب دے چکا ہے کہ جو مُفتری ہوں وہ ایمان نہیں لایا کرتے اور جو ایمان نہیں لاتے وہ جھوٹے

ہوتے ہیں۔

اگر مدعی پر ایمان لانے والے جھوٹے مفتری ہوں تو یہ مدعی کی تکذیب ہے لیکن اگر مدعی کو جھٹلانے والے مفتری ہوں تو یہ مدعی کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے اِس لئے پاکستان میں جھٹلانے والوں کا دن بدن جھوٹا ہوتے چلے جانا، جھوٹ میں گرفتار ہوتے چلے جانا، خود حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کی تصدیق ہے آپ کی تکذیب نہیں ہے۔ دن بدن ان کا "اَور" گندے ہوتے چلے جانا اِس بات کو کھُلا کھُلا ثابت کر رہا ہے کہ وہ خدا کی نظر میں سچے نہیں۔ اگر سچے ہوتے تو خدا کی طرف سے ان کو ایسی سزا نہ ملتی۔

حضور نے فرمایا: جس یوم الفرقان کا مَیں نے ذکر کیا تھا اس کا اس کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس یوم الفرقان کے لئے یہ تیاریاں ہو رہی ہیں۔ آپ کو خدا یوم الفرقان کی طرف لے جا رہا ہے اور جب معاملہ خوب کھُل جاتا ہے تو وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ واقع ہو جاتا ہے لیکن مومن کی یہ شان نہیں کہ عذابٌ الیم کا انتظار کرتا رہے۔ مومن کو بصیرت اور بصارت کے ساتھ اِن واقعات کو دیکھ کر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یوم الفرقان تو ظاہر ہو گیا۔ وہ تو خدا نے فرق کرکے دکھلانا شروع کر دیا ہے اب یہ آگے جا کر کس شکل میں خوب کھُل کر خدا کے عذاب پر مُنتج ہو گا اس کے وقت کا انتظار ہے لیکن ایسی نہج پر جو قومیں چل پڑیں ان کے زندہ رہنے کے کوئی اِمکانات نہیں ہوتے۔ اس میں کسی مذہبی استدلال کی بھی ضرورت نہیں ہوتی ایسے کردار جب بھی کسی قوم میں ظاہر ہوتے ہیں اُن کو ہلاکت کی طرف لے جاتے ہیں اِس لئے جماعتِ احمدیہ کو مَیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ کو ہلاکتیں دیکھنے کے لئے تماشہ بین کے طور پر پیدا نہیں کیا گیا بلکہ آپ تو ہلاک ہونے والوں کو بچانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ آپ مئے عرفان کے ساقی ہیں۔ اگر آپ مئے عرفان کے ساقی ہیں تو گرتے ہوؤں کو تھامیں اور مرتے ہوؤں کو زندہ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ہے آپ کا مقصدِ اوّل۔ اور یہی سچوں کی زندگی کا مقصد ہوا کرتا ہے۔ اگر آپ اِس مقصد کو بھول جائیں گے تو آپ بھی جھوٹ کی طرف سرکنا شروع ہو جائیں گے۔ یہ مقصد اِتنا اعلیٰ اور عظیم ہے کہ اس کی حفاظت بہت ضروری ہے اور اس کی حفاظت سب سے پہلے آپ کے دلوں میں ہو گی۔ اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہا کریں اور سوچتے رہا کریں کہ وہ کس طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اگر ان میں ہمیشہ یہ عزم زندہ ہے کہ ہم نے مرتوں کو بچانا ہے گرتوں کو تھامنا ہے، ہم نے بگڑتی ہوئی تقدیروں کو سنبھال کے درست کرنا ہے تو پھر ایسے لوگ یقیناً سچے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو زندہ رکھے جاتے ہیں اور زندہ کرنے کی اہلیتیں ان کو عطا کی جاتی ہیں۔

سارا فیصلہ جھوٹ اور سچ کے امتیاز کا ہے اِس لئے احمدیوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ اپنے سچ

کی حفاظت کریں۔ اس پہلو سے بہت سے رخنے ہیں اور وہ بلند معیار جس کی توقع ایک احمدی سے کی جاتی ہے وہ احمدیوں میں نہیں ہے۔ اگرچہ دوسروں کے مقابل پر بہت بہتر ہیں لیکن ایک احمدی کا معیار جھوٹوں کے سامنے رکھ کر نہیں پرکھا جائے گا بلکہ وہ سچوں کے سامنے، بلکہ دُنیا میں سب سے سچّے انسان حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھا جائے گا۔ اس لئے ہر ایک کو اپنے دل کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے اور ہر احمدی کا قدم اخلاص کے ساتھ سچائی کی طرف ہونا چاہیئے اس کے ذریعہ سے یوم الفرقان ظاہر ہوگا۔ اس لئے سچائی کے معیار کو بلند کرنے کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ جھوٹ ایک ایسا مرض ہے جو بڑھتا رہتا ہے اور پھر نہایت بھیانک صورت اختیار کر جاتا ہے اور انسان کا خدا سے رشتہ کٹ جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا وہ لوگ جو احمدیت کے خلاف سراسر جھوٹ بول رہے ہیں اور جھوٹی گواہیاں عدالتوں میں لکھا رہے ہیں ان کو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا کوئی حق ہی نہیں ہے کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق اور جھوٹ کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

حضور نے فرمایا احمدیوں نے بھی اگر اس حالت کو فوری طور پر نہ سمجھا اور بالارادہ جھوٹ سے بچنے کی کوشش نہ کی تو ایسے معاشرے میں رہتے ہوئے ان کی سچائی کی بھی کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔ حضور نے ساری جماعتِ احمدیہ اور خصوصیت کے ساتھ پاکستان میں بسنے والوں کو جھوٹ کے خلاف جہاد کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا یہ جہاد بچّوں سے شروع ہونا چاہیئے اور بچّوں میں سچائی کی جرأت پیدا کرنی چاہیئے اور اس کے لئے مستورات جو مائیں ہیں ان کی بڑی ذمہ داری ہے۔ بچّوں میں شروع سے سچائی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور ان کو نیک اعمال کی طرف متوجہ کریں اور جرائم سے بچائیں اور ہر ملک کی مجالسِ عاملہ منظم طریقے سے جائزہ لے کر جھوٹ کی وباء کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔

تمام ناظمین و زعماءِ اعلیٰ کرام اس امر کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں کہ آپ کی مجلس کا ہر فرد وقفِ جدید کے جہاد میں ضرور شامل ہو۔ تدریجی وصولی کے لئے بھرپور سعی فرمائیں نیز معاونینِ خصوصی کی تعداد بڑھانے کے لئے بھی خصوصی کوشش فرمائیں۔

(قائد وقفِ جدید)

تورات میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پیشگوئیاں

علماءِ عہدِ حاضر کے رجحانات اور ان کا ردّ

قرآن حکیم نے تورات کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کا حوالہ دیا ہے :-

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ

(۱۱ : ۴۶)

بنی اسرائیل میں سے ایک عظیم الشان شاہد نے اپنی مانند ایک فرستادہ کے برپا ہونے کی گواہی دی اِس طرح وہ ایمان لے آیا اور جب وہ آیا تو تم نے انکار کر دیا اور تکبّر سے کام لے رہے ہو۔

یہ پیشگوئی استثناء ۱۸/۱۵-۱۸ میں ہمیں ملتی ہے۔ یہود کے سامری فرقہ نے اس پیشگوئی کو اتنی اہمیّت دی کہ سامری تورات میں دس احکام کے بعد مثیلِ موسیٰ کے برپا ہونے کی پیشگوئی درج ہے۔ یعنی خروج ۲۰ باب میں دس احکام درج ہیں ان کے اختتام پر استثناء ۱۸/۱۸-۲۲ والی عبارت درج ہے[1]۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ ان کے ہاں اِس پیشگوئی کی کتنی اہمیّت تھی۔ دس احکام کے برابر اس کا مقام اور درجہ تھا۔ اِس بشارت کو انجیل میں دہرایا گیا مقدس پطرس کے وعظ میں، اور مقدس سٹیفن کے بیان میں اس کا اعادہ ہے۔ (اعمال ۳/۲۲ و ۷/۳۷)

1- THE MYTH OF GOD INCARNATE EDITED BY JOHN HICK
P. 73, 85 NOTE 10

وادئ قمران کے غاروں میں سے جو بیش بہا عبرانی لٹریچر ملا ہے اس میں بھی اس پیشگوئی کی صدائے بازگشت ہمیں ملتی ہے۔ ایک قطعہ پر بشارت کے عبرانی الفاظ درج ہیں۔ وادئ قمران میں بسنے والے صلحاء مثیلِ موسیٰ پیغمبر کے لئے چشم براہ تھے وہ یہ بھی مانتے تھے کہ تورات کا دَور اس نبی کی آمد پر ختم ہو جائے گا اور نیا دَور شروع ہو گا کیونکہ وہ آخری شریعت لائے گا۔[1]

بنی اسرائیل آنے والے پیغمبر کو جہاں "النبی" کہتے وہاں اسے مسیحا کے لقب سے یاد کرتے لیکن وہ یہ مانتے تھے کہ وہ داؤد کی نسل سے آئے گا اور ابنِ داؤد ہو گا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت کی مشکلات میں سے ایک یہ امر بھی تھا کہ آپ نے مخالفت کے طوفان میں اعلان کیا کہ آنے والے مسیحا' ابنِ داؤد نہیں ہے کیونکہ حضرت داؤد نے اس کی پیشگوئی کی ہے وہ اسے اپنا بیٹا نہیں بلکہ "ادونی" کہتے ہیں یعنی وہ میرا خداوند ہے۔ پھر مزید وضاحت کی کہ

> خدا کی بادشاہی تم میں سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کے سپرد کی جائے گی جو بادشاہی کے پھل لائے گی۔

متی ۲۱، ۲۲ باب میں یہ دونوں باتیں درج ہیں۔ اس تشریح پر یہود سیخ پا ہو گئے۔ حضرت مسیح نے یہ بھی کہا کہ کامل اظہار کرنے والا فارقلیط میرے بعد آئے گا کیونکہ کامل اظہار کے لئے تم میں برداشت نہیں مقدس پطرس نے اپنے پہلے وعظ میں اعلان کیا کہ

> مسیح کی آمدِ ثانی ہو گی لیکن اس سے پہلے مثیلِ موسیٰ پیغمبر کی آمد ضروری ہے جس کے ساتھ تجدید و اصلاح کا عالمی دَور وابستہ ہے۔

اِس انقلابِ رُوحانی کی خبر خدا کے سب پاک نبیوں نے دی ہے۔ مثال کے طور پر موسیٰ نے کہا کہ

> " خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے میری مانند تمہارے لئے ایک نبی برپا کرے گا...
> ... سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنے انبیاء نے کلام کیا ہے ان سب نے ان دنوں کی خبر دی ہے۔" (اعمال ۳/۲۲ تا ۲۴ نیو یروشلم بائیبل)

اس تقریر کا ایک فقرہ سیاق عبارت میں درج ہے اور وہ یہ ہے:-

> کہ تجدید و اصلاح کے اِس عالمی دَور..... کا ذکر خدا نے شروع سے اپنے مقدس انبیاء

1- THE DEAD SEA SCROLLS BY JOHN ALLEGRO
P. 120، 121، 138، 139

کی زبانی کیا ہے۔" (اعمال ۳/۲۱)
حضرت موسٰی علیہ السلام کی مندرجہ بالا مشہور بشارت کے متعلق عصرِ حاضر کے علماء کی تاویل حیرت انگیز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ موسٰی نے کسی معیّن نبی کے برپا ہونے کی پیشگوئی نہیں کی تھی بلکہ نبیوں کے ایک سلسلہ کی خبر دی ہے۔ جیمس مافٹ نے اپنے مشہور انگریزی ترجمۂ بائیبل میں استثناء ۱۸/۱۵ کا ترجمہ تبدیل کر دیا۔

THE ETERNAL YOUR GOD WILL RAISE UP FOR YOU PROPHET AFTER PROPHET LIKE MYSELF.

موسٰی نے کہا تمہارا ازلی خدا تمہارے لئے میری مانند پے در پے نبی بھیجے گا۔

ڈاکٹر جیمس مافٹ کا ترجمہ پہلی بار ۱۹۲۲ء میں شائع ہوُا۔ ۱۹۶۹ء میں A NEW CATHOLIC COMMENTARY ON HOLY SCRIPTURE اشاعت پذیر ہوئی۔ استثناء ۱۸/۱۵ پر نوٹ ملاحظہ ہو۔

NOT ONE PROPHET BUT A LINE OF PROPHETS IS PROMISED.

ایک پیغمبر کی بجائے انبیاء کے تسلسل کا ذکر ہے۔

۱۹۷۶ء میں گڈ نیوز بائیبل کے نام سے ایک نیا ترجمہ شائع ہوُا اس کے حاشیہ میں متبادل ترجمہ دیا گیا جس میں نبی کی بجائے انبیاء ہے۔

پیکس بائیبل کومنٹری اور رجیروم بائیبل کومنٹری میں بھی انہی خیالات کا اظہار ہے۔

برِصغیر ہند و پاک کے پادری برکت اللہ ایم۔ اے نے اپنی کتاب "توراتِ موسوی اور محمدِ عربی" میں اس نکتہ نظر کو اپنا لیا اور بڑی تحدی سے کہا کہ نبی سے مراد سلسلۂ انبیاء ہے نہ کہ ایک معیّن نبی۔ علماء کو مشکل یہ پیش آئی کہ بشارت تورات کا حوالہ تورات میں دوسری جگہ بھی ہے۔

اب تک بنی اسرائیل میں موسٰی کی مانند کوئی نبی نہیں اُٹھا۔ (استثناء ۳۴/۱۰)

حالانکہ اس وقت تک بیشتر پیغمبر مبعوث ہو چکے تھے۔ ظاہر ہے اِس حوالے میں نبی اسمِ نکرہ نہیں بلکہ ایک معیّن نبی ہے۔

یہ دراصل حضرت موسٰیؑ کے آٹھ سو سال بعد تورات کے جامع حضرت عزرا کے الفاظ ہیں۔ اِس سے ثابت ہے کہ جو تفسیر عہدِ حاضر کے علماء کو سُوجھی ہے یہ قدما کی تفسیر نہیں ہے۔ اِسی طرح نئے عہد نامہ میں ایک معیّن نبی کے انتظار کا جابجا ذکر ہے۔ (اعمال ۳/۲۲، ۷/۳۷، یوحنا ۱/۲۱)

قرنِ اوّل کے یہود و نصاریٰ ایک مخصوص نبی کے منتظر تھے۔ اِس تضاد کا ایک حل یہ پیش کیا گیا کہ موسٰیؑ

نے کسی مخصوص نبی کی خبر نہیں دی تھی جلا وطنی کے بعد یہود نے اسے معیّن نبی سمجھ لیا۔ (نیو کیتھولک کومنٹری صفحہ ۲۷)

کیتھولک بائیبل کے اُردو ترجمہ (۱۹۵۸ء) میں اِس تضاد کا ایک مختلف حل پیش کیا گیا ——

"تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی" کے تحت لکھا ہے :-

"اِس قطعہ کی رُو سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰ ان سب انبیاء کا ذکر کرتا ہے جو اس کے بعد آئیں گے لیکن چونکہ خداوند یسوع مسیح وہ بڑا نبی ہے جس میں نبوّت اور نبوی عہد کمال اور خاتمہ تک پہنچتا ہے اِس لئے ہر دو یہودی اور رسول تسلیم کرتے ہیں کہ اس قطعہ کے الفاظ خداوند یسوع مسیح میں سچے نکلے۔

..... چونکہ خداوند یسوع مسیح یہودی قوم میں سے تھا اِس لئے الفاظ "تیرے ہی درمیان سے تیرے بھائیوں میں سے" بھی خداوند یسوع مسیح میں سچ ثابت ہوئے"۔ (صفحہ ۲۲۹ حاشیہ)

اِس تاویل کے ذریعہ

چرچ نے علماء کے ساتھ COMPROMISE کر لینے کی ایک صورت پیدا کی لیکن سعیٔ لاحاصل کے سوا اسے ہم اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔

تورات میں لکھا ہے کہ آنے والا نبی مثیلِ موسیٰؑ ہے وہ قتل نہیں ہوگا۔ چرچ حضرت مسیح کو مقتول اور مصلوب مانتا ہے وہ تورات کی پیشگوئی کے مصداق کس طرح ہو سکتے ہیں؟ تورات میں ہے وہ نبی توحیدِ خالص کا منّاد ہوگا۔ چرچ مانتا ہے کہ یسوع مسیح تثلیث فی التوحید کے داعی تھے۔ تورات میں ہے وہ نبی ہوگا۔ چرچ مانتا ہے خدا نے تجسّم اختیار کیا اور خدا کا بیٹا دُنیا میں آیا۔

بشارتِ تورات کے مطابق جس نبی کا انتظار تھا اسے انجیل میں "النّبی" کہا گیا۔ چنانچہ کیتھولک ترجمہ شائع کردہ سینٹ پال سوسائٹی روما (۱۹۵۸ء) کے مطابق یوحنا ۱/۲۱ کے الفاظ یہ ہیں:-

"یوحنا نے اقرار کیا کہ مَیں تو المسیح نہیں ہوں تب انہوں نے اس سے کہا تُو "النبی" ہے۔ اس نے جواب دیا کہ "نہیں"۔

گویا بنی اسرائیل کو المسیح اور النّبی کا انتظار تھا۔ یہ معیّن پیشگوئی ہے۔ جیسے المسیح معیّن ہے النّبی بھی معیّن ہے۔ نیو انگلش بائیبل میں یہود کا سوال بایں الفاظ ہے :-

ARE YOU THE PROPHET WE AWAIT ? (JOHN 1:21)

کیا تُو وہ پیغمبر ہے جس کا ہمیں انتظار ہے؟

یوحنا نے جواب دیا۔ نہیں۔

ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ کے نزدیک نبی سے مراد معیّن نبی ہے جسے انجیل میں النّبی اور نبیٔ منتظر کہا گیا اور یوحنا نے بھی ایک معیّن نبی کے انتظار کی نفی نہیں کی بلکہ کہا کہ میں وہ نبی نہیں ہوں۔ مقدس پطرس کے وعظ میں ہے کہ بشارت تورات کے مصداق مثیلِ موسیٰ نے حضرت مسیح کے بعد آنا ہے۔

"ضرور ہے کہ یسوع اس وقت تک آسمان میں رہے جب تک کہ عالمی تجدید و اصلاح (UNIVERSAL RESTORATION) کے وہ دن نہ آئیں جس کی خبر خدا کے پاک نبیوں نے دی مثلاً موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔" (اعمال ۳/۲۱-۲۲ نیو انگلش بائیبل)

ظاہر ہے حضرت مسیح کے بعد آنے والے مثیلِ موسیٰ پیغمبر کے ساتھ UNIVERSAL RESTORATION وابستہ ہے —— خدا کے سب پاک نبیوں نے اصلاح و تجدید کے اس عالمی انقلاب کی خبر دی ہے۔

اِن حوالوں سے ظاہر ہے کہ بشارت تورات میں نبی سے مراد آنے والا عظیم الشان نبی ہے۔

- حضرت موسیٰؑ کے آٹھ سو سال بعد حضرت عزیرا نے مثیلِ موسیٰ سے ایک معیّن نبی مراد لیا ہے۔
- قرنِ اوّل کے یہودی اس نبی کے منتظر تھے۔ حضرت یحییٰ نے اس کی تصدیق کی۔
- وادیٔ قمران سے ملنے والے صحائف میں بشارت تورات درج ہے۔ نبیٔ موعود کے لئے اہلِ قمرآن چشم براہ تھے۔
- مقدس پطرس نے اعلان کر دیا کہ مسیح کے بعد تورات کا موعود آئے گا اور اس کے ذریعہ ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا ہوگا۔

پس علماءِ عصرِ حاضر کی یہ کوشش سعیٔ لاحاصل ہے کہ بشارت تورات میں کسی معیّن نبی کی خبر نہیں ہے۔ قرآن حکیم نے بھی علیٰ مثلہ کے الفاظ میں مثیلِ موسیٰ کی نشاندہی کی۔ وہ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ (۴۶ : ۱۱) اور بنی اسرائیل میں سے ایک عظیم الشان شاہد نے اپنی مثل ایک نبی کے آنے کی گواہی دی ہے وہ تو ایمان لے آیا اور تم تکبّر سے کام لے رہے ہو۔

قرآنی حوالہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے اور علماءِ عصرِ حاضر کا اِخفا سورج کو چھپانے کے مترادف ہے۔

بشارت تورات کا دوسرا فقرہ جو کہ تراجم میں تبدیل کر دیا گیا یہ ہے:۔

خداوند تیرا خدا تیرے ہی درمیان سے اور تیرے بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا

کرے گا۔

جیوئش پبلیکیشن سوسائٹی آف امریکہ نے ۱۹۶۲ء میں تورات کا ایک نیا ترجمہ شائع کیا۔ اس میں "بھائیوں میں سے" ___ کی بجائے AMONG YOUR OWN PEOPLE ترجمہ کر دیا ___ ۱۹۷۰ء میں نیو انگلش بائیبل شائع ہوئی اس میں بھی ___ "بھائیوں میں سے" ___ کی بجائے "FROM AMONG YOU" ترجمہ کر دیا۔ اور دوسرے فقرہ استثناء ۱۸/۱۸ میں "بھائیوں میں سے" کی بجائے ONE OF THEIR OWN RACE ترجمہ کر دیا گیا۔

یہاں یہ واضح رہے کہ "تیرے ہی درمیان سے" الحاقی الفاظ ہیں نسخہ سبعینیہ میں نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بائیبل کے بعض نئے تراجم سے اسے حذف کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً ۱۹۷۸ء میں نیو انٹرنیشنل ورشن شائع ہوا اس میں اس فقرے کا ترجمہ حذف ہے۔ اسی طرح انجیل میں دو جگہ بشارت تورات درج ہے وہاں بھی "تیرے ہی درمیان سے" نہیں ہے۔ (اعمال ۳/۲۲، ۷/۳۷)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ "بھائیوں" سے کیا مراد ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ بنی اسرائیل آپس میں بھائی تھے۔ تورات میں جگہ جگہ بنی اسرائیل کو بھائیوں کے خطاب سے یاد کیا گیا لیکن بنی اسمٰعیل کو بھی بنی اسرائیل کا بھائی کہا گیا۔ (پیدائش ۱۶/۱۲ و ۲۵/۱۸ نیو انگلش بائیبل)

بشارت تورات میں ہے چونکہ بنی اسرائیل نے جلوۂ خداوندی کے دیکھنے سے انکار کیا اس لئے مثیلِ موسیٰ یعنی نبی موعود ان کے بھائیوں میں سے آئے گا۔ ظاہر ہے یہاں بھائیوں سے مراد بنی اسرائیل نہیں ہو سکتے بلکہ بنی اسمٰعیل مراد ہیں۔

بیسویں صدی کے پہلے عشرہ میں دوسری صدی کے عیسائیوں کی نظموں کا انکشاف ہوا ہے ان میں جگہ جگہ حضرت مسیح علیہ السلام بول رہے ہیں۔ ایک نظم میں ہے کہ مَیں چونکہ بِن باپ پیدا ہوا اس لئے مَیں بنی اسرائیل کا بھائی نہیں ہوں۔

I WAS NOT THEIR BROTHERS NOR WAS MY BIRTH LIKE THEIRS.

THE ODES OF SOLOMON 28:16

پس حضرت مسیح اس بشارت کے مصداق نہیں ہو سکتے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا۔

بشارت تورات میں ہے وہ نبی قتل نہیں ہوگا اور نئے عہد نامہ میں جگہ جگہ لکھا ہے کہ یہود نے حضرت

مسیح کو قتل کر دیا۔ پس چرچ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس بشارت کے مصداق حضرت مسیح ہیں۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ بائیبل کا آخری انگریزی ترجمہ "نیو انٹرنیشنل ورشن" ہے جو کہ سَو سے اُوپر بائیبل سکالرز نے کیا ہے۔ اس میں پُرانا ترجمہ بحال کر دیا گیا ہے کہ "خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے بھائیوں میں سے ایک نبی برپا کرے گا۔" البتہ "تیرے ہی درمیان سے" حذف ہے اِس طرح نبی سے مراد ایک معیّن نبی ہے نہ کہ سلسلۂ انبیاء۔ جیسا کہ ڈاکٹر ماٹ نے ترجمہ کر دیا۔

دوسری بشارت جس کا قرآن نے ذٰلك مثلهم فى التّورٰة کے الفاظ میں حوالہ دیا ہے وہ استثناء $\frac{33}{2-3}$ میں درج ہے لیکن اس کا عبرانی متن اِس درجہ مبہم اور غیر معیّن ہے کہ اس کا ہر ترجمہ دوسرے سے مختلف ہے یہود نے جو تورات شائع کی ہے اس کے حاشیہ میں اور دوسرے تراجم کے حواشی میں ہے کہ متن UNCERTAIN ہے۔ متن کی تحقیق کے لئے مسلسل کوشش ہو رہی ہے۔

قرآن حکیم نے ذٰلك مثلهم فى التّورٰة میں جو حوالہ دیا ہے اس کے قریب قریب علماء پہنچ گئے ہیں مثلاً اِس بشارت میں اشداۃ کا لفظ ہے مسورا ہی علماء نے اسے توڑ کر پڑھا۔ آش کے معنے آگ اور داۃ کے معنے قانون ـــــ معنے ہوگئے "آتشی شریعت" ـــــ اب ثابت ہوُا کہ یہ ایک مکمل لفظ ہے۔ اِس کے مختلف معانی کئے جاتے ہیں یہ بھی معنے کئے گئے کہ اس کے معنے طاقتور اور لڑنے والوں کے ہیں۔ انٹرپریٹر بائیبل کومنٹری میں متبادل ترجمہ دیا ہے کہ اشداۃ کے معنی طاقتور کے ہیں۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن نے بایں الفاظ ترجمہ دیا ہے:-

AT HIS RIGHT HAND WARRIORS BELONGING TO THEM.

"اس کے داہنے ہاتھ پر اُن سے وابستہ لڑنے والے تھے۔"

یہ فقرہ اشدّاءُ على الكفّار سے عبارت ہے۔ تورات میں اشداۃ ہے اور قرآن میں اشدّاء۔ یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں۔ تورات میں دوسرا فقرہ اف حبب عمیم ہے۔ حبب کے معنے LOVER کے کئے گئے ہیں۔ عمیم کے معنے اُمّت، لوگ، گروہ۔ اِس کے مختلف معنے کئے جاتے ہیں۔ محبت کرنے والا گروہ بہ آسانی ترجمہ ہو سکتا ہے۔

اِس کے متقابل قرآن میں رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ہے۔ تیسرا حوالہ رُكَّعًا سُجَّدًا ہے۔ آخر میں اَثَرِ السُّجُوْد ہے۔ اس کے متقابل عبرانی لفظ مشتبہ ہے۔

GOOD NEWS BIBLE کے حاشیہ میں ہے کہ عبرانی متن غیر یقینی ہے۔ جُھکنے کے معنے ہیں۔

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

شہادت ۱۳۶۷ ہش

اپریل ۱۹۸۸ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت:- حمید الدین

فہرست

جلد نمبر ۲۹

شمارہ نمبر ۴

شرح چندہ

پاکستان ———— بیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ:- دو روپے

کیتھولک ترجمہ ہے "اور تیرے قدموں کے نزدیک سجدہ کرتے ہیں"۔[1]

الغرض زیادہ تر قرآنی حوالہ تورات کے غیر یقینی متن سے مستنبط ہو جاتا ہے۔

ایک لفظ دس ہزار ہے یہ بھی مشتبہ ہے دس ہزار ہے یا بہت سے دس ہزار۔ GOOD NEWS BIBLE کے حاشیہ میں ہے کہ عبرانی لفظ غیر واضح ہے اغلباً متن میں دس ہزار پڑھنا درست ہے۔

PROBABLE TEXT TEN THOUSAND..... HEBREW UNCLEAR.

قرآنی حوالہ کے پیشِ نظر بشارت تورات کا نیا ترجمہ کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ اِس طرح ہو سکتا ہے:۔

خداوند کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر اُمّت کے مضبوط لوگ یا مردانِ غازی تھے لیکن وہ باہم محبّت کرنے والا گروہ ہے۔ وہ تیرے قدموں کے نزدیک سجدہ ریز ہیں۔ ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا یا وہ تیری باتوں سے روشنی حاصل کریں گے۔

بشارت کے یہ الفاظ زیادہ تر قرآنی حوالے کے مطابق ہیں۔

اب علماء کا اِعتراض ملاحظہ ہو وہ کہتے ہیں تورات کے ان الفاظ میں کوئی پیشگوئی نہیں ہے بلکہ یہ ماضی کا قصّہ ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ انبیائے بنی اسرائیل نے بشارت تورات کو دُہرایا ہے۔ یہ صدائے بازگشت ایک معیار ہے۔ مثلاً سلیمان کے غزل الغزلات میں ہے:۔

وہ دس ہزار میں ممتاز ہے ..... ہاں وہ سراپا عشق انگیز (محمدیم) ہے۔ ($\frac{5}{16}$)

اِس میں اسمِ محمدؐ کی طرف اشارۂ لطیف ہے اور دس ہزار صحابہ کا خصوصی ذکر ہے۔ حبقوق نبی کی بشارت میں ہے:۔

THE HOLY GOD IS COMMING FROM THE HILLS OF PARAN.

خدائے پاک فاران کی پہاڑیوں سے آرہا ہے۔ (گڈ نیوز بائیبل حبقوق $\frac{3}{3}$)

صاف ظاہر ہے یہ ایک پیشگوئی ہے اور تورات کی بشارت کا اعادہ ہے۔ اِسی طرح تیسری صدی قبل مسیح

---

[1] کیتھولک بائیبل (۱۹۲۴ء) کے اُردو ترجمہ میں ہے:۔
"اور تیرے قدموں کے نزدیک سجدہ کرتے ہیں وہ تیری باتوں سے روشنی حاصل کریں گے"۔

کے صحیفہ حنوک میں ہے :۔

خداوند دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آتا ہے[1] (صحیفہ حنوک $\frac{1}{25}$)

اِن حوالوں سے ظاہر ہے کہ انبیاء اور صلحاءِ بنی اسرائیل نے تورات کے حوالے کو ایک عظیم الشان پیشگوئی سمجھا ہے اور اسے دُہرایا ہے۔

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ کوہِ فاران سے مراد جبالِ مکّہ نہیں ہیں۔ اِس کے جواب میں گذارش ہے کہ جیمس اے مونٹ گمری عہدِ حاضر کے ایک عظیم سکالر ہو گذرے ہیں ان کی ایک بلند پایہ تصنیف ARABIA AND THE BIBLE ۱۹۳۴ء میں اشاعت پذیر ہوئی ہے اس میں ہے کہ

عرب کے شمال مغرب میں آتشیں لاوے پر مشتمل کوہستانی علاقے یعنی حرّات ہیں جو کہ مکہ معظمہ کے قُرب وجوار سے شروع ہوتے ہیں اور دمشق تک جاتے ہیں۔ فاران کی LOCATION نامعلوم ہے لیکن شمال مغرب کے حرّات میں فاران واقع ہو سکتا ہے۔ (صفحہ ۸۹-۸۳-۴۷)

عربی لٹریچر میں ہے کہ جبالِ مکّہ کو تورات میں فاران کی پہاڑیوں سے تعبیر کیا گیا۔ جیمس اے مونٹ گمری کی تحقیق اندرونِ حجاز پہنچ گئی ہے۔

اب تطبیق ملاحظہ ہو۔ فتح مکّہ کی ساعتِ سعد میں پورے دس ہزار صحابہ تھے جو فاران کی پہاڑیوں سے گزر کر مکّہ میں داخل ہوئے۔ یہ لوگ اشدّآءُ علی الکفّار تھے لیکن باہم رحیم وکریم۔ یہ خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھے اور اثر السجود ان کے چہروں پر نمایاں تھا۔ وہ خدا کے فضل کے جویاں تھے۔ یہ تھے محمد رسول اللہ اور ان کے صحابہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کے نام جو مکتوب لکھا اس کا مضمون ملاحظہ ہو:۔

آنحضرتؐ کا تبلیغی خط خیبر کے یہودیوں کے نام

ابنِ اسحٰق کہتے ہیں کہ حضورؐ نے خیبر کے یہودیوں کی طرف اِس مضمون کا نامہ بھیجا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ــــ یہ نامہ محمد رسول اللہ کی طرف سے جو موسٰی صاحب اور بھائی اور اس کتاب کے تصدیق کرنے والے ہیں جس کو موسٰی لائے۔ خبردار! اے گروہِ تورات تم تورات میں لکھا ہوا پاتے ہو اور خدا نے تم سے فرمادیا ہے ــــ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

1. THE AROERYPHAL OLD TESTAMENT EDITED BY H.F.D SPARKS P. 185

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ

اور بے شک میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں اور اس کتاب کی جو اس نے تم پر نازل کی اور اس خدا کی جس نے تمہارے اگلوں کو مَن اور سلوٰی کھلایا اور اس کی قسم دیتا ہوں جس نے تم کو فرعون سے نجات دی کہ تم مجھ کو یہ بتلاؤ کہ تم اپنی کتاب میں یہ لکھا ہوا پاتے ہو یا نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ۔ پس اگر تم لکھا ہوا نہیں پاتے ہو تب تم پر کچھ زبردستی نہیں ہے۔ گمراہی سے ہدایت ظاہر ہو گئی ہے اور میں تم کو خدا اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں۔ (سیرت ابنِ ہشام مرتبہ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی ص ۲۶۸)

حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں آپ کو صبر کی تلقین کرنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھیں سب سے بڑی طاقت صبر کی طاقت ہے جو الٰہی جماعتوں کو دی جاتی ہے اور جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

صبر دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہے اور دعاؤں میں قوت پیدا کرتا ہے اور الٰہی جماعتوں کا صبر روحانیت میں تبدیل ہونے لگتا ہے۔ اس لحاظ سے میں دیکھ رہا ہوں کہ جماعت ایک نئے روحانی دَور میں داخل ہو رہی ہے۔ لہٰذا یہ غم جو آپ کو ملا ہے اس کی حفاظت کریں اور اس کو دردناک دعاؤں میں تبدیل کرتے رہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کی دعاؤں اور گریہ وزاری سے عرش کے کنگرے بھی لرزنے لگیں گے۔ پس اِس غم کی حفاظت کریں اور اسے ہرگز نہ مرنے دیں یہاں تک کہ خدا کی تقدیر خود اسے خوشیوں میں تبدیل کر دے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دُنیا کی ساری طاقتیں بھی مل کر آپ کو شکست نہیں دے سکتیں لازماً آپ کامیاب ہوں گے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۴ مئی ۱۹۸۴ء ص ۱)

اَلدُّعَاءُ

از افاضات حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نوّر اللہ مرقدہٗ

دعا کے معنی از روئے لغت

ہاں یہ سوال کہ انسان دعا کرے تو کس طرح کرے اور یہ کہ اس کی حقیقت کیا ہے اور اس کے آداب کیا ہیں۔ تو اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ ہم ذیل میں ان امور کے سمجھنے کے لئے کچھ عرض کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ لیا جائے کہ دعا کیا ہے اور کس طرح کی جاتی ہے اور کن آداب کے ساتھ کی جاتی ہے۔ لیکن پہلے لفظ دعا کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے کہ دعا لغت اور اصطلاح کے رُو سے کس چیز کو کہتے ہیں سو واضح ہو۔

لفظ دعاء لغت میں اپنے مشتقات کے ساتھ کئی طرح کے معانی پر اطلاق پاتا ہے جن میں سے چند اقسام بطور مثال کے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) استعانت کے معنوں میں جیسے فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ یعنی نوحؑ نے اپنے رب سے مدد طلب کی یہ کہ مَیں مغلوب ہوں پس میری مدد کر اور میرے دشمنوں سے انتقام لے۔ ایسا ہی وادعوا شھداء میں دعا بمعنی استعانت ہے۔

(۲) نداء کے معنوں میں جیسے یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ یعنی جس دن کہ پکارے گا تم کو۔ اس جگہ دعا بمعنے نداء ہے۔

(۳) عبادت کے معنوں میں جیسے وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ یعنی خدا کے سوا کسی چیز کی کہ تجھے نفع اور ضرر دینے کا اختیار نہیں رکھتی، اس کی عبادت مت کر۔ اِس جگہ دعا بمعنی عبادت ہے۔

(۴) ایمان کے معنوں میں جیسے قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ یعنی اگر تمہارا ایمان نہ ہوتا تو میرا رب تمہاری کچھ بھی پرواہ نہ کرتا۔ اِس جگہ دعا بمعنی ایمان ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں امام بخاری

نے بھی یہی بیان فرمایا۔

(۵) سوال کے معنوں میں جیسے کہ اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا یعنی ہمارے لئے اپنے ربّ سے سوال کر اور پوچھ دے تا وہ بیان کردے واسطے ہمارے۔ اس جگہ دعا بمعنی سوال ہے۔

(۶) تسمیہ یعنی نام لے کر بُلانے کے معنوں میں جیسے کہ لَا تَجْعَلُوا دُعَآءَ الرَّسُولِ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمدؐ کے طور پر آپؐ کا نام لے کر مت بُلاؤ جیسا کہ تمہارے بعض بعض کو بلاتے ہیں۔ اس جگہ دعا بمعنی تسمیہ یعنی نام لے کر بُلانے کے ہیں۔ ایسا ہی قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ میں دعا بمعنی تسمیہ ہے۔

(۷) دعوتِ طعام کے معنوں میں جیسے کہ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا یعنی جب تمہیں کھانا کھانے کے لئے بلایا جائے تو گھر میں آجاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جاؤ۔

(۸) قول اور ذکر کے معنوں میں جیسے دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ ..... وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی بہشتی لوگوں کا بہشت میں ذکرِ الٰہی کے طور پر زبان پر تسبیح اور تحمید کا قول ہوگا۔

(۹) طلب کے معنوں میں جیسے وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ یعنی اس بہشت میں تم جو کچھ بھی طلب کروگے اور چاہوگے تمہیں ملے گا۔

دعا کے بعض معانی صلہ کے لحاظ سے پائے جاتے ہیں جیسے کہ بطور مثال کے چند ایک ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱۰) دعا الٰی کے صلہ کے ساتھ آمادہ کرنے کے معنوں میں آتا ہے جیسے کہ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ یعنی (۱) اللہ تعالیٰ تمہیں جنّت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے یعنی آمادہ کرتا ہے۔ ایسا ہی رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ میں دعا آمادہ کرنے کے معنوں میں ہے۔

(۱۱) جب لام کے صلہ کے ساتھ آتا ہے تو فائدہ کے معنے دیتا ہے جیسے اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ یعنی (۲) ہمارے فائدہ کے لئے اور ہمارے بھلے کے لئے اپنے ربّ سے دعا کر۔

(۱۲) جب علیٰ کے صلہ کے ساتھ آتا ہے تو بددعا کے معنے دیتا ہے (۳) جیسے دَعَوْتُ عَلَيْهِ یعنی میں نے اس پر بددعا کی۔

(۱۳) دعا کے معنوں میں کبھی لفظ صلوٰۃ اور ذکر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ صلوٰۃ کی مثال جیسے

(۱) وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ یعنی اے نبی مومنوں کے لئے دعا کر لاریب تیری دعا ان کی سکینت کا باعث ہے۔

(۱۳) ذکر کی مثال جیسے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۲) یعنی اللہ سے بہت بہت دعا کرو تا تمہیں اپنے مقاصد میں فلاح اور کامیابی حاصل ہو۔

دعا کے معنی اصطلاح میں

اس کے بعد اب اصطلاح میں جو دعا کے معنی ہیں عرض کئے جاتے ہیں۔ دعا کے اصطلاحی معنی قرآن کے ان الفاظ سے خوب واضح ہوتے ہیں وَادْعُوهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ۔ یعنی خواہ کوئی خوف ہو کہ جس کا تم دفعیہ چاہتے ہو اور خواہ کوئی صورت امید کہ جس کے حصول سے تم بامراد ہونا چاہتے ہو۔ ان دونوں صورتوں میں سے جب کوئی صورت تمہیں پیش آجائے تو اس مدعا کے حصول کے لئے سب سے بڑھ کر یہی طریق ہے کہ تم اپنے رب سے دعا کرو اور صرف اسی سے طلب کرو۔ پھر جب تم ایسا کرو گے تو لاریب خدا تعالیٰ کی رحمت جو دفع شر اور جلب خیر کے حصول مطالب کا بہت ہی بھاری ذریعہ ہے۔ وہ خلوص دل اور حضور قلب کے ساتھ دعا کرنے والوں کے بہت ہی قریب ہوگی۔ محسنین کا لفظ جو احسان سے مشتق ہے حدیث احسان کے رو سے اس کا ترجمہ ہم نے حضور دل سے دعا کرنے والے کیا ہے جو زیادہ مناسب حال معلوم ہوتا ہے۔

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ اصطلاح میں دعا کی تعریف یہ ہے کہ جس میں مندرجہ ذیل امور کا پایا جانا ضروری ہو۔

۱ ۔ خوف اور طمع کا پایا جانا۔

۲ ۔ دعا صرف خدا کے حضور کرنا۔

۳ ۔ دعا تضرع اور حضور دل سے مومنانہ آداب کے ساتھ کرنا۔

دعا کی کیا ضرورت ہے

ہاں اس کے بعد جیسا کہ قبل اس کے عرض کیا گیا دعا کی ضرورت کے متعلق پھر کچھ مختصراً عرض کئے دیتا ہوں کہ انسان چونکہ انواع واقسام کی کمزوریوں اور احتیاجوں کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اِس لئے اس کے لئے ضرور ہے کہ وہ خوف اور طمع کی دو حالتوں میں سے کسی نہ کسی ایک حالت میں ضرور ہی پایا جائے

(باقی صفحہ ۳۷ پر)

یقینِ محبّت

جو ایک بار ملے اُس سے۔ اس کا ہو جائے
جسے یقین نہ آئے وہ میرے پاس آئے

وہ پاس تھا تو میرا اعتبار قائم تھا
گیا تو ہو گئی نامعتبر میری رائے

کوئی بھی فصلِ حقیقت نمو نہیں پاتی
جہاں پہ ابرِ تعصّب ہوں اِس قدر چھائے

عجیب جذبۂ شوقِ سفر مِلا ہے اُسے
رواں دواں ہی رہے ایک پل نہ سستائے

وہ صبر کی ہے ذِرہ ایسی جس سے ٹکرا کر
ہر ایک تیرِ ستم ٹوٹتا چلا جائے

نہ زُعمِ فِکر ہے نہ دعوائے ہُنر قدسیؔ
بس اِک یقینِ محبّت پہ دِل ہے اِترائے

عبد الکریم قدسیؔ

حُقّہ زیادہ نقصان دِہ ہے

(مکرّم مرزا خلیل احمد صاحب قمر)

ہمارے دیہات میں حُقّہ پینے والے افراد کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہمارا زمیندار صبح شام حُقّہ پینے کا بہت زیادہ عادی ہے بلکہ وہ اپنے کام کاج کے دَوران بھی حُقّہ اپنے ساتھ رکھتا ہے اور حُقّہ ہمارے معاشرے کا ایک لازمی حصّہ بن کر رہ گیا ہے۔ اگر کوئی مہمان کہیں جائے تو میزبان خواہ کتنی ہی خاطر مدارت کیوں نہ کرے اور مہمان کو حُقّے کا نہ پوچھے تو ہمارا پنجاب کا زمیندار مہمان اس کو اپنی بے عزتی خیال کرتا ہے۔ حُقّہ انسانی صحت کے لئے بہت زیادہ نقصان دہ ہے۔ عام طور پر ہمارے معاشرے میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ سگریٹ حُقّہ سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ اِس سلسلہ میں ایک تازہ تحقیق یہ ہوئی ہے کہ حُقّہ سگریٹ سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

جدّہ میں قائم شاہ عبد العزیز یونیورسٹی کی تازہ تحقیق میں یہ بتایا گیا ہے کہ چار سال تک دو ہزار سات سَو حُقّہ پینے والوں کا جائزہ لیا گیا ہے اس سے یہ معلوم ہُوا ہے کہ ان افراد کے خون میں کار باکسی ہومیو گلوبن موجود ہیں۔ یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حُقّہ کے تمباکو سے اُٹھنے والے دھوئیں میں موجود کاربن مونو اوکسائیڈ خون کے سُرخ خلیوں میں شامل ہو جائے۔ اس کی وجہ سے آکسیجن جسم میں کم ہو جاتی ہے اور دل کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے اور دل کے دَورے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً ایک حُقّہ پینے والے مرد کے خون میں کار باکسی ہومیو گلوون کی سطح ۱۰،۱ فیصد جبکہ سگریٹ پینے والے مرد کے خون میں یہ سطح ۶،۵ فیصد ہوتی ہے اور تمباکو نوشی نہ کرنے والے مرد کے خون میں کار باکسی ہومیو گلوون کی سطح ۱،۶ فیصد ہوتی ہے جو کہ ہمارے قدرتی ماحول میں خارج ہونے والی کاربن ڈائی اوکسائیڈ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

آپ مندرجہ بالا تازہ تحقیق سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ حُقّہ کس قدر نقصان دہ ہے جو دل کی بیماری کے علاوہ کھانسی، بلغم اور دیگر بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔

سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے

واضح ارشادات میں تمباکو نوشی سے اجتناب کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لغویات اور مضر رساں چیزوں سے محفوظ رکھے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین

"تحریکِ وقفِ نو"

آئندہ دو سالوں میں پیدا ہونیوالے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کریں

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ ۔ اپریل ۱۹۸۷ء میں فرماتے ہیں:۔

"میں نے سوچا کہ ساری جماعت کو میں اِس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں ہم دعوت اِلی اللہ کے ذریعہ روحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں وہاں ہم اپنے آئندہ دو سالوں میں پیدا ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کر دیں اور یہ دعا مانگیں کہ اے خدا ہمیں ایک بیٹا دے لیکن اگر تیرے نزدیک ہمارے ہاں بیٹی ہونا ہی مقدر ہے تو ہماری بیٹی ہی تیرے حضور پیش ہے۔ مائیں یہ دعائیں کریں ما فی بطنی جو کچھ ہمارے بطن میں ہے اسے قبول فرما۔ والد ابراہیمی دعائیں کریں کہ اے خدا ہمارے بچوں کو اپنے لئے چُن لے۔ ان کو اپنے لئے خاص کر لے۔ وہ تیرے ہو کر رہ جائیں۔

یہ تحریک میں اِس لئے کر رہا ہوں کہ آئندہ صدی میں واقفین بچوں کی ایک عظیم الشان فوج ساری دُنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی غلام بن کے اگلی صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ ہم چھوٹے چھوٹے بچے خدا کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں"

احبابِ جماعت اِس طرف توجہ فرمائیں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے نومولود اور اپنے پیدا ہونے والے بچوں کو اپنے آقا کی خدمت میں وقف کے لئے پیش کریں۔

(وکیل الدیوان تحریکِ جدید ربوہ)

الدّعاء ——— (بقیہ ص۳۳)

اور پھر بمقتضاء فطرت ضرور ہے کہ وہ خوف کے دفعیہ اور طمع اور امید کو پورا کرنے کے لئے اسبابِ ضروریہ کو بہم پہنچانے کے لئے کوشش کرے۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ وہ اپنے نقصِ علم اور نقصِ قدرت کی وجہ سے مفید اسباب کو سمجھنے اور انہیں انجام دینے میں عجز دکھائے اور غلطی کھائے۔ اس لئے ضرورت پڑی کہ اس کی امداد کے لئے کوئی ایسی دستگیری کرنے والی ذات ہو جو اپنے صحیح علم اور کمال قدرت کے ساتھ مفیدِ مطلب اسباب کو مہیا کرنے سے خوف اور طمع کا کافی طور سے تدارک کر سکے اور وہ ان معنوں میں صرف حضرت رب العالمین کی ذات ہے اور بس۔ پس اس وجہ سے انسان ہاں یہ عاجز اور کمزور انسان خوف اور رجا کی ہر حالت میں اس امر کا سخت محتاج ہے کہ خدا کے حضور دعا کرتا رہے۔

اور آیت ادعوہ خوفًا وطمعًا میں لفظ خوف اور طمع کو دعا ہی کی ضرورت کا باعث قرار دیا ہے۔ گویا خوف اور طمع کی دو حالتیں انسان کے ہر وقت شاملِ حال اس لئے کی گئی ہیں تا وہ انسان کو دعا کرنے کے لئے ہر وقت تحریک کرتی رہیں اور تا انسان کی رُوح دعا کے لئے ہر وقت آستانۂ الوہیت پر گری رہے۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۵ تا ۱۸)

قطعہ

چند ہی دن کی جُدائی ہے یہ مانا، لیکن
بدمزہ ہو گئے یہ دن بخدا تیرے بعد
یہ دعا ہے کہ جدا ہو کے بھی خدمت میں رہوں
زندگی میری رہے وقف دعا تیرے بعد

(الفضل ۸ نومبر ۱۹۵۰ء ص۲ و دُرِّ عدن ص۴۶)

اداریہ

اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ

اللہ تعالیٰ نے مذہبی دُنیا کو ریاضتِ روحانی کے لئے نئے نئے انداز سکھائے، حرارتِ ایمانی کے لئے انوکھے اسلوب بتلائے، حلاوتِ عرفانی کے لئے عجیب ڈھنگ سمجھائے، لقاء و وصل کے لئے وہ خود ہی بہانے تلاش کرتا، پیار و محبت کی داستانیں بکھیرتا اور عشق کے الاؤ جلاتا ہے۔ عشق و جذب کی اِنہی پینگوں میں سے ایک پینگ روزہ ہے جس میں انسان خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبغۃُ الوہیّت سے اپنے آپ کو رنگین کرتا ہے۔ اکل و شرب اور شہواتِ نفسانیہ کی فطرتی خواہشات کو معیّنہ مدّت کے لئے ترک کر کے خدا تعالیٰ کی صفات سے ہم آہنگی پیدا کرتا ہے اور اسی کی محبّت میں فنا ہونے کا خواہاں ہوتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کی علّتِ غائی بھی یہی بیان فرمائی ہے "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" تاکہ تم تقوٰی اختیار کرو۔ اور تقوٰی کے اعلیٰ معیار کو اپناتے ہوئے اسی کی ذات میں مخفی ہو جاؤ تاکہ خدا تعالےٰ تمہارا وقایہ یعنی ڈھال بن جائے جس طرح ڈھال کے پیچھے رہ کر انسان محفوظ و مامون رہتا ہے اسی طرح اُس ذات میں فنا ہو کر انسان ہر ماسوا کے خوف سے نجات پا جاتا ہے۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْهَلْ"

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ایک ڈھال ہے جو ہر شیطانی اور نفسانی حملوں سے محفوظ رکھتا ہے نیز جہالت کے ہر وار سے بچا کر انسان کو قُربِ الٰہی سے ہمکنار کرتا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ" کہ روزہ اور قرآن کریم دونوں خدا تعالیٰ کا دامن تھام کر فریاد کریں گے اے اللہ اِس بندے کی ہم شفاعت کرتے ہیں کیونکہ قیام اللّیل اور صیام النّہار کی صفات کا مرقع ہونے کے باعث یہ دیوانہ ہے جسے تیرا ہی عشق بیقرار و مضطرب رکھتا ہے وہ راتوں کی ظلمتوں میں بھی تیرے نور کا متلاشی رہتا ہے اور دنوں کی ضیاؤں میں بھی تیری رضا کی خاطر مستانہ وار تڑپتا ہے۔ حدیث کے آخر پر الفاظ ہیں "فَیُشَفَّعَانِ" کہ ان دونوں کی شفاعت خدا تعالیٰ قبول کرے گا کیونکہ

نتیجہ امتحان کشف الغطاء ۱۳۶۶ھش / ۱۹۸۷ء

قیادتِ تعلیم کے زیرِ اہتمام مرکزی امتحان کشف الغطاء (منعقدہ ۲۰ ر نبوت ر نومبر ۱۳۶۶ھش / ۱۹۸۷ء) میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۹۵۷ انصار نے شرکت کی۔ مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

۱۔ مکرم سید عزیز حسین شاہ صاحب	نصیرہ ضلع گجرات	اوّل
۲۔ ” میاں محمد لطیف صاحب	گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	دوم
۳۔ ” غلام علی صاحب	دارالعلوم غربی ربوہ	سوم

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار

مکرم محمد حسین صاحب شادیوال ضلع گجرات	مکرم راجہ عطاء اللہ خاں صاحب مظفر آباد آزاد کشمیر
” ملک لطیف احمد سرور صاحب شیخوپورہ	” ڈاکٹر نذیر احمد صاحب مغل نفیس نگر ضلع تھرپارکر
” سلطان احمد صاحب پیر کوٹی دارالرحمت غربی ربوہ	” غلام نبی صاحب بہاولنگر
” شیخ لطف المنان صاحب نابینا راولپنڈی	” نصراللہ خاں صاحب خوشاب
” ماسٹر فضل الدین طارق صاحب کنری	” قریشی محمد ارشد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ
” غلام قادر صاحب گورایہ دارالنصر غربی ربوہ	” ڈاکٹر احمد حسن صاحب چیمہ گجرات
” محمد حنیف بھٹی صاحب میرپور خاص	” چوہدری محمد شفیع سلیم صاحب کھاریاں

اللہ تعالیٰ سب دوستوں کے ذہنوں کو جِلاء بخشتے اور صحت و سلامتی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ علم و معرفت میں نئی نئی ترقیات سے نوازتا رہے اور دین و دُنیا میں کامیاب فرمائے نیز دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ دوسرے بھائیوں کو بھی علم و فضل کے اِس میدان میں آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قیادتِ تعلیم

مجلسِ انصاراللہ مرکزیہ ربوہ

۱۹۸۷ء کا بجٹ سو فیصد ادا کرنے والی مجالس انصار اللہ کی دعائیہ فہرست

قسط نمبر ۲

ضلع شیخوپورہ :- آنبہ کالیہ - بیداپور - برج اٹاری - بھوئیوال - بوڑے اٹھ - پٹیار دوست محمد - جھبراں بھکی انہ - جھنگڑ حاکم والا - چوہڑکانہ منڈی - چوڑا سگھر - چک نمبر ۲/۵۲ - چک نمبر ۳/۵۳ - چک نمبر ۴ بھگوان پورہ - چک نمبر ۴ ساہو والا - چک نمبر ۵ رتی - چک نمبر ۷ گ ب - چک نمبر ۹ ر ب - چک نمبر ۱۰/۶۳ خورد - چک نمبر ۱۸ بہوڑو - چک نمبر ۲۲/۷۵ - چک نمبر ۲۵ ر ب سٹھیالی - چک نمبر ۲۵ دیرٹھ - چک نمبر ۳۳ دھارووالی - چک نمبر ۴۵ مرڑھ - چک نمبر ۷۹ نواں کوٹ - چک نمبر ۱۱۷ چھور - چک نمبر ۱۲۰ جیلیکی - چک نمبر ۱۲۳ سرانوالی - چک نمبر ۱۶۵ گرمولا - چک نمبر ۲۹۲ رامپور - چاہ نیم والا - ڈیرہ ڈوگراں - سیّد والا - سانگلہ ہل - سچا سودا - شیروکے - شاہ کوٹ - کوٹ عبدالمالک - شوکت آباد - غازی اندرون - فیض آباد - کوٹ رحمت خاں - کرتو پنڈوری - کجر - کوٹ سوندھا - کلسیاں - کوٹلی چھور نمبر ۱۱۷ - کیلے - کھچلی جھنڈ - جھیرو رک - گھڑیال کلاں - منڈی مریدکے - منڈی مرڑھ بلوچاں - مانانوالہ - ننکانہ صاحب - نارنگ منڈی - واربرٹن - جیون گورایہ - کوٹ باجوہ - نواں کوٹ یار - چک چٹھہ - سٹر قپور شریف - خانقاہ ڈوگراں - باہومان - شیخوپورہ شہر - چک نمبر ۱۶ - ڈیرہ داد پوترے - بلڑکے - باہڑیانوالہ -

ضلع گوجرانوالہ :- گوجرانوالہ غربی - احسن آباد - بقاپور - بھڑی شاہ رحمٰن - بھڑی چٹھہ - بھاکا بھٹیاں - پیرکوٹ ثانی - پیرکوٹ اوّل - پھلوکی - تولیکی - تتلے عالی - تلونڈی موسیٰ خاں - ٹھٹھہ راجیاں - چک چٹھہ - حافظ آباد - دولووالی - دلاور چیمہ - ڈاہرانوالی - سادھوکے - علی پور چٹھہ - فیروزوالا - قلعہ سنگھیاں - کوٹ مرزا خاں - گکھڑ منڈی - گرمولا ورکاں - لویری والا - ننديالہ وڑائچ - موہلن کے - منڈی سکھیکی - نوشہرہ ورکاں - چھنی جاناں - گوجرانوالہ شرقی - وزیر آباد - سلھوکے - چک پٹھان -

ضلع گجرات :- بنگلہ نمبر ۱۸ - بزرگ وال - بارموسیٰ - بھلیر - پوڑانوالہ - پنڈی دھوتڑاں - جوڑا کرنالہ - جلال پور جٹاں - چوکنا نوالی - چک سکندر - چک نمبر ۹ گرنجش پورہ - چک نمبر ۲۶ اسلام آباد - دیونا ماجرا - دھوریہ - دھیرکے کلاں - دھدرا - رسول کالج - سعد اللہ پور - سدوکے - سوک کلاں - شیخ پور - شادیوال - کنگ چنن - کلاں والی - کنجاہ - کھوکھر غربی - گھیٹر - گڑھا جٹاں - لالہ موسیٰ - منڈی بہاؤالدین شہر - منڈی بہاؤالدین شوگر ملز - مونگ - ملک پور مرزا - مکیانہ - نصیرہ - چوہال - چک ۲۸ - فتح پور -

ضلع سیالکوٹ :- سیالکوٹ شہر۔ اوڑا۔ اسلام نگر۔ بوبک والی۔ بدوملہی۔ باٹھانوالہ۔ بن باجوہ بھوپال والا۔ بھرتانوالہ۔ بڈھا گورایہ۔ بھروکے کلاں۔ پمپ المعروف احمد آباد۔ پنڈی بھاگو۔ پھارنگ اونچا پکی کوٹلی۔ ترسکہ سیاں۔ ٹھروہ۔ جاجکے چیمہ۔ جامکے ڈھنڈسہ۔ جنڈو ساہی۔ چونڈہ۔ چانگریاں۔ میانوالی خانوالی درگاں والی۔ دھرگ۔ منڈیکی گورایہ۔ دولت پور۔ داتہ زیدکا۔ ڈسکہ کوٹ۔ ڈنڈ پور کھرولیاں۔ ڈیریانوالہ ڈگری گھمن۔ ڈھیپئی۔ راؤکے۔ ساہووالا۔ سلیم پور۔ سمبڑیال۔ شاہزادہ۔ صابو بھڈیار۔ عزیز پور ڈگری۔ غوطہ فتح گڑھ۔ قلعہ کالروالا۔ قیام پور۔ قادر آباد۔ کوٹ کرم بخش۔ کوٹلی ہرنرائن۔ کنجروڑ۔ کھریہ۔ کالیکے ناگرے کھیوہ باجوہ۔ کلاسوالہ۔ کوٹ آغا۔ کوٹ سردار خاں۔ کوٹلی نتھو مہلی۔ گھنوکے ججہ۔ گھٹیالیاں کلاں۔ گھٹیالیاں خورد۔ لدھڑ کرم سنگھ۔ منڈیکی بیریاں۔ موسیٰ والا۔ ملیانوالہ۔ مراڑہ۔ مالوکے تتلے۔ میانوالی سندھواں۔ نشتر آباد۔ ندیم آباد۔ وسن کے۔ اگوکی۔ مالوکے بھلی۔ گوجرہ۔ ننگل اندھڑ۔ ناروو الی۔ مہتے۔ پسرور۔ نوادے بھکیکے۔ کوڑووال۔ پھاڈیوالہ۔

ضلع فیصل آباد :- دارالفضل فیصل آباد۔ دارالذکر فیصل آباد۔ جڑانوالہ۔ جھامرہ۔ چک نمبر ۲۵ گ.ب۔ چک نمبر ۲۶ ج.ب خورد۔ چک نمبر ۲۷ ج.ب۔ چک نمبر ۳۳ ج.ب۔ چک نمبر ۳۶ گ.ب۔ چک نمبر ۴۰ گ.ب۔ چک نمبر ۵۰ ج.ب۔ چک نمبر ۵۵ گ.ب چک نمبر ۵۵ ر.ب۔ چک نمبر ۶۰ ج.ب۔ چک نمبر ۶۰ ر.ب۔ چک نمبر ۶۱ ر.ب۔ چک نمبر ۶۱ ج.ب۔ چک نمبر ۶۶ ج.ب۔ چک نمبر ۶۸ ج.ب۔ چک نمبر ۷۲ گ.ب۔ چک نمبر ۷۶ گ.ب۔ چک نمبر ۷۷ ر.ب۔ چک نمبر ۸۴ ج.ب۔ چک نمبر ۸۴ گ.ب۔ چک نمبر ۸۸ ج.ب۔ چک نمبر ۸۹ ج.ب۔ چک نمبر ۹۶ گ.ب۔ چک نمبر ۱۰۰ ر.ب۔ چک نمبر ۱۰۱ ر.ب۔ چک نمبر ۱۰۴ گ.ب۔ چک نمبر ۱۰۵ گ.ب۔ چک نمبر ۱۰۷ ر.ب۔ شرقی۔ چک نمبر ۱۰۷ ر.ب غربی۔ چک نمبر ۱۰۸ ر.ب۔ چک نمبر ۱۰۸ ج.ب۔ چک نمبر ۱۰۹ ر.ب مسعود آباد۔ چک نمبر ۱۰۹ ر.ب۔ روڈے والا۔ چک نمبر ۱۲۱ ج.ب۔ چک نمبر ۱۲۶ ر.ب۔ چک نمبر ۱۳۲ ر.ب۔ چک نمبر ۱۳۲ گ.ب۔ چک نمبر ۱۳۷ گ.ب۔ چک نمبر ۱۳۹ ر.ب۔ چک نمبر ۱۴۶ ر.ب۔ چک نمبر ۱۴۷ ر.ب۔ چک نمبر ۱۹۴ ر.ب۔ چک نمبر ۱۹۵ ر.ب۔ چک نمبر ۲۰۰ گ.ب چک نمبر ۲۰۳ ر.ب۔ چک نمبر ۲۱۹ ر.ب۔ چک نمبر ۲۳۰ ر.ب۔ چک نمبر ۲۶۶ ر.ب۔ چک نمبر ۲۶۶ ر.ب صابو آنہ۔ چک نمبر ۲۷۵ ر.ب۔ چک نمبر ۲۷۸ گ.ب۔ چک نمبر ۳۸۸ گ.ب۔ چک نمبر ۳۸۹ گ.ب۔ چک نمبر ۵۲۸ گ.ب۔ چک نمبر ۵۵۹ گ.ب۔ چک نمبر ۵۶۵ گ.ب چک نمبر ۵۹۱ گ.ب۔ چک نمبر ۶۴۴ گ.ب۔ چک نمبر ۶۴۶ گ.ب۔ چک نمبر ۶۴۸ گ.ب۔ چک جھمرہ۔ سمندری۔ ماموں کانجن۔ چک نمبر ۱۲۰ باوے والا۔ چک نمبر ۷۷ گ.ب۔ چک نمبر ۱۰۱ گ.ب۔ چک نمبر ۱۲۷ ر.ب بہلولپور۔ چک نمبر ۶۹ گھسیٹ پورہ۔

ضلع جھنگ :- پکا نسوآنہ۔ چک نمبر ۵ ۳-ال۔ چک نمبر ۴۹۷ د.ب۔ چاہ تھریانہ۔ عنایت پور بھٹیاں۔ سمندر۔ لالیاں۔ چاہ کوروالا۔ جل بھٹیاں۔ لولہ شریف۔

ہماری جماعت امن جُو ہے

"یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ وہ رحیم و کریم خدا ہے لیکن جب انسان شوخی کرتا ہے تو اُسے ڈرنا چاہیئے ..... یاد رکھیں خدا ہے اور ضرور ہے اور وہ بیباک اور شوخ کو سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔

مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابل پر صبر اختیار کرو تم گالیاں سُنکر چُپ رہو۔ گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے۔ گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدوکوب بھی کرے تب بھی صبر سے کام لو۔ یہ یاد رکھو کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کے دِل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری جماعت **امن جُو** ہے اگر وہ ہنگامہ پرداز ہوتی تو بات بات پر لڑائی ہوتی۔ اور پھر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور ان میں صبر و برداشت نہ ہوتی تو پھر ان میں اور ان کے غیروں میں کیا امتیاز ہوتا؟

..... مَیں تمہیں بار بار کہتا ہوں کہ ان سے نرمی کرو اور خدا تعالیٰ سے دعا کرو۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴)

وہ بھی تو مائل بہ کرم ہے وہ بھی تو نچلے آسمان پر آکر اپنے پیار کے جذبہ سے معمور ہو کر مضطربانہ آوازیں دیتا ہے اَلَا سَائِلٌ فَیُعْطٰی کیا کوئی سائل ہے جس کو میں اپنے انعامات سے نوازوں۔ اپنے افضال و اکرام کی بارش کروں اور اُسے اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لوں۔

پھر اللہ تعالیٰ یہ مژدۂ جانفزا سناتا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ کہ اے میرے پیارے بندے تُو نے روزہ رکھا مشقت برداشت کی۔ میرے پیار ! میری محبت اور میرے عشق میں تم نے میری صفات کا جزوی مظہر بننے کی کوشش کی۔ میرے رنگ میں رنگین ہونے کی سعی کی اس لئے تیرے اس فعل کی نوعیت کے پیشِ نظر مَیں خود اس کی جزا بن جاتا ہوں میری محبت کا حظ اُٹھا میرے پیار کی لذتیں حاصل کر۔ میرے قُرب کی منزلیں طے کر۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"غرض رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے جس شخص کے دل میں اور ایمان کی قدر ہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان گذر جائیں لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اور سالوں کو اِس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیا ہے اور ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ کے قریب پہنچ گئے ہیں بلکہ محمد رسول اللہ کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہؤا ہے اِس لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اِس تمام فاصلہ کو رمضان نے سمیٹ سماٹ کر ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۹۳)

نیز رمضان کی برکات کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"رمضان کی ایک برکت تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور ملائکہ سے مشابہت پیدا ہوتی ہے دوسرے خدا تعالیٰ کی قربت حاصل ہوتی ہے اور تیسرے یہ کہ دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں"

روزہ ہر عارف باللہ کے دل میں تڑپ پیدا کرتا ہے اور ایسی لذت پیدا کرتا ہے کہ روزہ کو حرزِ جان گردانا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے سے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۵ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

اپنے پیارے آقا کی اس خواہش کو اپنے عمل کے ذریعہ زندہ رکھنا ہم میں سے ہر ایک پر واجب ہے سوائے

عشق کے متوالو! جو اِس وقت فردی اور جماعتی طور پر رمضانی کیفیات سے گزر رہے ہو اُس جذبہ کو روشن کرو اور عنقریب آنے والے رمضان سے پوری طرح فیضیاب ہونے کا عزم کرو تا اللہ تعالیٰ اُس عظیم الشان لیلۃ القدر سے ہمیں ہمکنار کرے جو جماعتِ احمدیہ کے لئے خدا تعالیٰ نے مقدر کر رکھی ہے ۞

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب
کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے
بہت اچھی ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ
بنصرہ العزیز تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ
کہتے ہیں۔

امام الکلام

روزہ تجلّیٔ قلب کرتا ہے

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰن - یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے اِس میں مکاشفات ہوتے ہیں صلوٰۃ تزکیۂ نفس کرتی ہے اور صَوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلّیٔ قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اُس پر کُھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے"۔

(البدر جلد ۷ مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۲)

"تیسری بات جو　　　کا رُکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اِس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِّ نظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کے لئے تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مِل جاوے"۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲ مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

کلامُ الامام

ہر گھڑی رمضان کی گھڑی ہو سکتی ہے

"غرض رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص برکات اور خاص رحمتیں لے کر آتا ہے یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام اور احسان کے دروازے ہر وقت ہی کھُلے رہتے ہیں اور انسان جب چاہے اُن سے حصہ لے سکتا ہے صرف مانگنے کی دیر ہوتی ہے ورنہ اس کی طرف سے دینے میں دیر نہیں لگتی کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو کبھی نہیں چھوڑتا ہاں بندہ خدا تعالےٰ کو چھوڑ کر بعض دفعہ دوسروں کے دروازے پر چلا جاتا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے بعد ایک عورت کو دیکھا کہ وہ پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر پھر رہی تھی۔ اُسے جو بچہ بھی نظر آتا وہ اُسے اُٹھا کر اپنے گلے سے لگا لیتی اور پیار کر کے چھوڑ دیتی۔ آخر اسی طرح تلاش کرتے کرتے اُسے اپنا بچّہ مِل گیا اور وہ اسے لے کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا اِس عورت کو اپنا بچّہ ملنے سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی اللہ تعالیٰ کو اپنے گمشدہ بندے کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے۔ سو اس رحیم و کریم ہستی سے تعلق پیدا کرنا کوئی مُشکل امر نہیں۔ ہر گھڑی رمضان کی گھڑی ہو سکتی ہے اور ہر لمحہ قبولیتِ دعا کا لمحہ بن سکتا ہے ..... روزے دُکھوں سے بچانے اور گناہوں سے محفوظ رکھنے اور اللہ تعالیٰ کی لقاء حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ گو بظاہر یہ ہلاکت کا باعث معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انسان فاقہ کرتا ہے، جاگتا ہے، بے وقت کھانا کھاتا ہے جس سے معدہ خراب ہو جاتا ہے اور پھر ساتھ ہی اُس کے یہ احکام بھی ہیں کہ صدقہ و خیرات زیادہ کرو اور غرباء کی پرورش کا خیال رکھو مگر یہی قربانیاں ہیں جو اُسے خدا تعالیٰ کا محبوب بناتی ہیں اور یہی قربانیاں ہیں جو قومی ترقّی کا موجب بنتی ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۸۲، ۳۸۳)

عربی منظوم کلام

اِلٰی کَمْ تَمَادَی الْھَجْرِ یَلْعَبُ بِالصَّبِّ　　　وَحَتَّامَ یَبْلُوہُ الزَّمَانُ بِذَا النَّکْبِ

نہیں معلوم کہ ہجر کی درازی کب تک عاشق کو ستاتی رہے گی اور زمانہ اُس کو ان دُکھوں میں کب تک مُبتلا رکھے گا

فَھَلْ لِلْمُعَنّٰی زَوْرَۃٌ یَنْطَفِی بِھَا　　　تَبَارِیْحُ وَجْدٍ تُوْقِدُ النَّارَ فِی الْجَنْبِ

کبھی دُکھ سہنے والے (عاشق) کو بھی ایک بار ملاقات میسّر ہوگی جس سے وہ عشق کی اس جلن کو بجھا سکے جس نے اُسکے پہلو میں آگ مشتعل کر رکھی ہے

اَلَا ھَلْ عَلِمْتُمْ مَا حَمَلْتُ بِحُبِّکُمْ　　　وَاَوْزَارُہٗ مِنْ بُعْدِکُمْ اَنْقَضَتْ صُلْبِی

ہائے تمہیں کیا خبر ہے کہ مَیں نے تمہارے عشق میں کیا کیا اُٹھایا۔ اس کے بوجھوں نے تمہاری جُدائی میں میری پیٹھ توڑ دی

اَبِیْتُ عَلٰی جَمْرِ الْغَضَا مُتَقَرِّعًا　　　وَدَمْعِی طَوِیْلَ اللَّیْلِ یَشْرَحُ لِلْغَرْبِ

مَیں غضا کی لکڑی کے دہکتے کوئلوں پر کروٹیں بدلتے بدلتے رات کاٹتا ہوں اور میرے آنسو رات بھر رگِ آبِ چشم کو کھولتے رہتے ہیں

حَرَامٌ عَلٰی جَفْنَیَّ اَلْکَرٰی فَاسْئَلُوْا بِہٖ　　　نُجُوْمَ الدُّجٰی وَالْھَدْبُ یَجْفُوْ عَنِ الْھَدْبِ

نیند میری آنکھوں پر حرام ہے تم اس کی بابت تاریکی سے ستاروں سے دریافت کر لو کیا مجال جو پلک سے پلک لگی ہو

کَذَا حَالُ مَسْلُوْبِ الْقَرَارِ مُتَیَّمٍ　　　عَدِیْمِ اصْطِبَارٍ وَامِقٍ فِی الْھَوٰی صُلْبٍ

عاشق بے قرار، سوختہ دل، بے صبر، شیدا۔ اور عشق میں ثابت قدم کا ایسا ہی حال ہُوا کرتا ہے

حَلِیْفُ الضَّنٰی مُسْتَوْحِشٍ ذِیْ کَاٰبَۃٍ　　　طَوِیْلُ اغْتِرَابٍ نَازِحِ الْاَھْلِ وَالْحُبِّ

وہ عاشق جس نے بیماری سے دائمی دوستی کا عہد باندھ رکھا ہے لوگوں کی صحبت سے گریزاں، دُکھی، مدّتوں کا مسافر اہل و عیال اور دوستوں سے جدا ہے

ھَلِ الْعَیْشُ اِلَّا فِیْ وِصَالِ اَحِبَّۃٍ　　　نَاَتْ دَارُھُمْ لٰکِنْ عَنِ الْجِسْمِ لَا الْقَلْبِ

زندگی کا لطف تو ان پیاروں کی صحبت میں ہے جن کا وطن جسم سے دُور پر قلب کے نزدیک ہے

فَاِنْ بَعُدُوْا عَنِّیْ فَاِنَّ حَدِیْثَھُمْ　　　یُخَفِّفُ اَشْجَانِیْ وَیَنْھٰی عَنِ النَّحْبِ

وہ جو مجھ سے جدا ہیں تو مضائقہ ہی کیا ہے کیونکہ ان کی پیاری باتیں میرے دُکھ درد کو ہلکا کرتی اور مجھے گریہ و زاری سے روکتی ہیں

(روحانی خزائن جلد چہارم صفحہ ۱۳۶)